

ایس قریشی

عمران سیریز

شعلے کا شکار



ایس قریشی
عمران کے
سے میرز

۵۱

شعلے کا شکار

مصنف
ایس قریشی

خط و کتابت و ترسیل زرکاتہ

ایوب ایڈمی بیات آباد کراچی ۱۹

جملہ حقوق دائمی بنام مصنف محفوظ ہیں اس ناول کے تمام نام مقام کردار
واقعات اور تشبیہ دی جانے والی چیزیں فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض
اتفاق ہوگی جس کے لئے مصنف، پرنٹرز، پبلشرز، نامتھریا ادارہ
ذمے دار نہیں۔

اس ناول کو نقل کر کے چھاپنے فلمانے یا اسٹیج ڈرامے کیلئے استعمال کرنے کیلئے
مصنف کی تحریری اجازت لینی ضروری ہے ورنہ قانونی چارہ جوئی کیجائے گی
استحقاق کا حق صرف کراچی کی عدالتوں کو حاصل ہوگا۔

قیمت: چھ روپے

نفیس اکیڈمی پریس کراچی میں آگسٹ پریچپ کر شائع ہوئی

خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی، لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں۔

شعلے کا شکار پیش خدمت ہے ان کرداروں سے ملنے جن سے ملنے کے لئے آپ عرصے سے بے تاب تھے اور جن کے لئے آپ کے خطوط آرہے تھے۔
آپ ہی کے اصرار پر ان کرداروں کی جھلک اس ناول میں نظر آتی ہے پڑھتے اور مطلع کیجئے کہ شعلے کا شکار کیسا رہا۔ ادھر کئی ماہ سے پرمود کی موت کے بارے میں ابھی خطوط مل رہے ہیں آپ کا تقاضہ ہے کہ اسے جلد پیش کیا جاتے۔

چونکہ پرمود کی موت پچھلی کہانیوں کا حصہ ہے اس لئے میری کوشش بھی یہی تھی کہ اسے جلد پیش کر دوں کہانی بھی مکمل ہو چکی ہے کتابت کا مرحلہ بھی گزر گیا ہے مگر کاغذ کے مرحلے نے اٹکا لیا ہے۔ خاص نمبر موجودہ ہنگے کاغذ پر کم از کم پندرہ روپے کا چھپ سکے گا جبکہ میں اتنا مہنگا خاص نمبر پیش کرنے کے حق میں نہیں ہوں اور نہ ہی پبلشرز صاحب اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ قیمت کم کر کے نقصان برداشت کر سکیں کیونکہ وہ پہلے ہی خسارے میں جا رہے ہیں اس لئے طے پایا ہے کہ جیسے ہی ایک آدھا ماہ میں کاغذ کی قیمت کم ہوتی پرمود کی موت اور بلائنڈ سپاٹ دونوں خاص نمبر آپ تک پہنچ جاتیں گے۔

والسلام
دیسو قرائتجو

ایس قریبی

کے سامنے کے صفحہ پر دیتے گئے سارے ناول اب
کراچی بک ڈپو ۴۸۔ اردو بازار پر مل سکتے ہیں

فنا کر آؤدگی لیکن یہ کہ صرف محسوس کیا جاسکتا تھا ہر طرف پھیلی ہوئی تیزی میں۔ سو اگادیکھ لیا جان
نک نہیں تھا۔ وہ اکٹھ آدی تھے ان کے قد لائے اور جسم چوڑے چکے تھے رنگت سرخ تھی مگر اس میں سفیدی
کی آمیزش تھی۔

ان سب کے پاس اسٹین گنیں تھیں اور ان کی کمر سے فوجیوں جیسی بٹری اور بھاری کٹ۔ بندھی
ہوئی تھیں سروں پر پٹیرے چھجے والی ہیٹ اور پیروں میں فل بوٹ تھے۔ یہ اگر گھٹنوں تک اچانے والے
بوٹ نہ ہوتے تو اب تک ان میں سے کسی نہ ہر لیے حشرات الارض کا شکار بن چکے ہوتے انہی فل بوٹوں
نے ان کو محفوظ رکھا تھا۔

وہ آٹھوں کھلے میں بیٹھے ہوتے تھے لیکن اتنے چوکنے تھے کہ معمولی سا آہٹ پر بھی بھڑک اٹھتے۔
دفتان۔۔ میں سے ایک چونک پڑا وہ اکٹھ کھڑا ہوا اور دور درختوں کی سیدھ میں کچھ دیکھنے
کی کوشش کرتے لگا۔

کیا بات ہے۔؟ دوسرے کسی نے پوچھا تھا۔

روشنی۔؟ اس نے جواب دیا۔

کیسی روشنی۔؟ پوچھنے والے نے پھر پوچھا۔ یہاں روشنی کا کیا کام۔؟

پتہ نہیں۔۔ روشنی کی اطلاع دینے والے نے کہا۔ تم بھی دیکھو۔۔

کس طرف۔؟ سوال کرنے والے نے اٹھ کر پوچھا بقیہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے وہ سب ہی اب

روشنی کی سمت دیکھ رہے تھے دور نظر آنے والی روشنی اب تیز ہوتی جا رہی تھی پھر اس کی رنگت بھی
سائنسائی لگتی۔

ارے یہ تو نیلی روشنی ہے۔۔ ایک کے منہ سے نکلا۔

اس میں تو لپک ہے۔۔ دوسرے نے کہا۔

ارے۔ کوئی اور بولا۔ یہ روشنی کہاں شعلہ ہے نیلا شعلہ۔۔

ہاں یہ تو واقعی نیلا شعلہ ہے مگر۔۔۔۔۔ کہنے والا رک گیا۔

مگر کیا۔؟ دوسرے نے پوچھا۔

شعلے کا دگ سرخ ہوتا ہے یہ نیلا کیسے ہے۔؟

مکن ہے کوئی ایسی چیز جلائی گئی ہو جس کا شعلہ نیلا ہوتا ہے۔۔

کوئی گیس۔؟ سوال کرنے والے نے پوچھا۔

ہو سکتا ہے کسی قسم کی گیس ہی رہی ہو۔۔

مگر یہاں گیس کا کیا کام۔؟ کسی نے کہا تھا۔

کیوں۔؟ کسی اور نے پوچھا۔

اس اجاڑا اور خطرناک جنگل میں گیس کے چولہے تو ہولے سے رہے۔۔

اجتہاد ہو۔۔ اس نے کہا جس نے شعلے کے بارے میں اطلاع دی تھی۔

کیوں۔؟ اس میں اجتہاد کی کیا بات ہے۔؟

کیا وہ لوگ گیس کی چھوٹی ٹنکی ہمراہ نہیں لے سکتے۔؟

شاید۔۔ اعتراض کرنے والے نے کہا۔ شاید وہ بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مگر یہ کیسا شعلہ ہے۔؟ ایک نے کہا۔

اس کی روشنی نہ بڑھتی ہے نہ کم ہوتی ہے۔۔

کیا چل کر دکھیں۔؟ کسی نے خیال ظاہر کیا۔

اگر وہ اور کوئی پارٹی ہوتی تو۔؟

اگر اس میں کیا سوال ہے۔۔ اطلاع دینے والے نے کہا۔ وہ یقیناً کوئی اور پارٹی ہوگی اور ممکن

ہے اس نے کسی وجہ سے آگ روشن کی ہو۔۔

چل کر دیکھ لینے میں کیا حرج ہے۔۔ خیال ظاہر کرنے والے نے کہا۔ ہو سکتا ہے ہمیں موقع مل جائے

اور ہم ان کو راہ سے ہٹا سکیں۔۔

بے وجہ کشت و خون کی طمانعت کی گئی ہے۔۔ اس نے غرا کر کہا۔

اگر ہم نے رحمدلی برتی تو کوئی دوسرا ہمارا خاتمہ کر دے گا۔۔ راہ سے ہٹانے کی تجویز پیش کرنے

والے نے کہا۔

سارے جنٹ صحیح کہہ رہا ہے کرنل۔۔ کسی اور نے کہا۔ ہمیں چاہیے کہ جو بھی راہ میں ملے اسے صاف

کرتے ہوئے منزل کی جانب بڑھیں۔۔

میلز بھی یہی خیال ہے۔۔ تیسرے نے کہا۔

تم کیا کہتے ہو لیفٹیننٹ۔۔ کرنل نے کسی سے پوچھا۔

تجویز مناسب ہے کرنل۔۔۔ لینفینٹ نے جواب دیا۔ کیونکہ اگر ہم نے شروع ہی سے راہ کے کانٹے
ہٹانے شروع نہیں کئے تو منزل پر بڑا کشت خون ہوگا۔
گویا سب کی ہی مرضی ہے۔ کرنل نے پوچھا۔
۔۔۔ میں کرنل۔۔۔

تو پھر چلو۔۔۔ کرنل نے کہا۔ مگر بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

۔۔۔ اوکے کرنل۔۔۔ انھوں نے کہا اور وہ سب چل پڑے۔

وہ تیز ترین قدموں سے چل پڑے تھے روشنی ابجا دور تھی اس لئے وہ احتیاط نہیں برت رہے
تھے جنگل خاموش تھا اور صرف وہی آوازیں فضا میں منتشر ہو رہی تھیں جو ان کے قدموں کے نیچے چرمارنے
والے تپوں سے ابھر رہی تھیں روشنی ابھی کافی دور تھی۔
۔۔۔ یہ تو ایسا لگتا ہے کرنل جیسے ہمارے ساتھ ساتھ روشنی ابھی آگے بڑھ رہی ہو۔؟ کسی نے کرنل کو
مخاطب کیا تھا۔

۔۔۔ خیال ہے سارے جنٹ۔۔۔ کرنل نے کہا۔ جنگل میں بہت سی باتیں شہر سے ہٹ کر ہوتی ہیں اور
ان کو وہی سمجھ سکتا ہے جو جنگلات میں رہ چکا ہو۔۔۔

۔۔۔ آپ نے تو جنگلات میں کافی عرصہ گزارا ہے کرنل۔؟
ہاں اسی لئے اب میں سوچ رہا ہوں کہ یہ کوئی دھوکہ نہ ہو۔۔۔

۔۔۔ دھوکہ۔؟ سارے جنٹ نے دہرایا۔

۔۔۔ ہاں ممکن ہے وہ شعلہ نہ ہو۔۔۔

۔۔۔ پھر کیا چیز ہو سکتی ہے۔؟ کرنل۔؟

۔۔۔ یہاں ایسے اڑنے والے کیڑے بھی ہوتے ہیں جو رات کے وقت چمکنے لگتے ہیں اور یہ چونکہ

جنٹک شکل میں رہتے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے یہ روشنی انہی کی ہو۔۔

نیلی روشنی۔؟

ہاں دور سے نیلا رنگ نظر فریب بھی ہو سکتا ہے۔۔

ہم اتنا راستہ طے کر چکے ہیں کرنل مگر وہ نیلا شعلہ پھر بھی اتنا ہی دو رنگدہا ہے۔

چلتے رہو جلد پتہ چل جاتے گا کہ وہ کیا ہے۔؟

جیسے آپ کی مرضی کرنل۔۔ سارجنٹ نے کہا اور وہ چلتے رہے چلتے رہے پھر انہیں محسوس ہوا

جیسے وہ شعلہ یک بیک قریب آگیا ہو روشنی بھی پہلے سے تیز ہو گئی تھی اور شعلے کا حجم بھی بڑھ گیا

تھا۔!

یہ تو شعلہ ہی معلوم ہوتا ہے کرنل۔۔ سارجنٹ نے کہا۔

میرے خیال میں یہ وہ نہیں ہے جو ہم سمجھ رہے ہیں۔ کرنل بڑبڑایا۔

کیا مطلب۔؟ سارجنٹ نے دوبارہ پوچھا۔

ابھی معلوم ہو جاتے گا کرنل نے کہا۔

جوں جوں وہ شعلے کے قریب ہوتے جا رہے تھے ان کی چال آہستہ اور قحط ہوتی جا رہی تھی

اب ان کے چلنے سے معمولی سی آواز بھی پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ وہ بے آواز بڑبڑ رہے تھے خشک پتوں کے

ٹھہران اطراف میں نہیں تھے ورنہ وہ بے آواز نہ چل سکتے۔ وہ شعلے سے اتنے قریب پہنچ گئے کہ اس

کی ماہیت نظر آنے لگی۔

وہ نیلے رنگ کا شعلہ زمین سے پھوٹ رہا تھا ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی طائرے سے روشنی

پھوٹ رہی ہو۔ اس نیلے شعلے کا مخرج زمین کی سطح تھی وہ رک گئے نیلے شعلے سے خارج ہونے

والی روشنی میں مدت تھی۔

”یہ تو گرم ہے۔۔ سار جٹ نے کہا۔

”ایسا لگتا ہے یہاں کسی قسم کی گیس موجود ہے۔“ یفینٹ نے کہا۔

گیس۔؟ کرنل سوالیہ انداز میں بڑبڑایا۔

”بس سر۔ یہ زمین سے نکل رہی ہے۔“ سار جٹ نے کہا۔ ممکن ہے یہاں چقماق پتھر بھی

ہوں اور رگڑ سے گیس جل اٹھی ہو۔۔

مگر جلتی ہوئی گیس کی شکل ایسی تو نہیں ہوتی۔؟ کرنل نے شعلے کو گھورتے ہوئے کہا اس کا

ذہن بڑی تیزی سے اس کا تجزیہ کر رہا تھا۔

”ہمیں پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔“ سار جٹ نے کہا۔

”ہاں اب گرنی ناقابل برداشت ہونے لگی ہے۔“ یفینٹ نے کہا۔

”تم لوگ یہاں پر ہی ٹھہرو گے۔“ کرنل نے کہا پھر اس نے جیب سے ایک چشمہ نکال کر آنکھوں پر

چھمالیا۔

یہ بہت گہرے شیشوں کا چشمہ تھا اسے پہنتے ہی وہ روشنی اور نیلا شعلہ غائب ہو گئے اب اس کی نگاہ کے سامنے زمین سے ابھرنے والی نیلے رنگ کی ایک اونچ لمبی روشن لکیر سی تھی ایسی ہی جیسی گیس ویلڈنگ کے نوزل سے نکلتی ہے۔

وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا اس کی متلاشی نگاہیں اس کے محرج کو تلاش کر رہی تھیں اچانک وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ وہ ایک اونچ لمبی روشن لکیر زمین سے جدا ہو رہی تھی اس نے تیزی سے چشمہ آنکھوں سے ہٹایا اور ایک بار پھر چونک پڑا۔

”یہ تو اٹھ رہا ہے۔“ اس کے کسی ساتھی نے کہا۔

”ارے۔۔ دوسرے کے منہ سے نکلا۔ نیلا شعلہ اٹھ رہا ہے۔“

ہاں میں نے کہا تھا نا کہ یہ وہ نہیں ہے جو ہم سمجھ رہے ہیں۔ یہ کرنل نے کہا وہ نیلا شعلہ آہستہ آہستہ فضا میں اٹھ رہا تھا اب حدت کے ساتھ ہی وہ روشنی بگی ان پر پڑ رہی تھی۔
میں دیکھتا ہوں۔ ان میں سے ایک نے کہا پھر اس سے پہلے کہ کرنل کچھ کہتا وہ آہستہ آہستہ حدت کی آڑ سے نکل کر اسی طرف بڑھنے لگا۔ روشنی کا شعلہ تین فٹ بلند ہو کر رک گیا تھا وہ اس کی طرف بڑھتا رہا ابھی وہ شعلے سے سات اٹھ فٹ دور ہو گا کہ چاتک روشنی کا جھماکا ہوا ایسا ہی لگا تھا جیسے زمین کے اس حقے میں سورج طلوع ہو گیا ہو۔

ایک لمحے کے لئے ان کی آنکھیں بھارت سے محروم ہو گئیں سواتے ناچتے ہوئے روشن دائروں کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا البتہ وہ سن سکتے تھے۔ وہ آوازیں جیسے سوکھی ٹہنیاں توڑی جا رہی ہوں۔ پتے چر رہے ہیں۔ یا کوئی موٹی لکڑی ٹوٹی ہو اسی قسم کی آوازیں وہ سن رہے تھے۔ !

میں اندھا ہو گیا ہوں کرنل۔ دفعتاً سارے جٹ چلایا۔

مجھے بھی کچھ نظر نہیں آ رہا۔ یفٹینٹ چلایا۔

ہم سب ہی اندھے ہو گئے ہیں شاید۔ کسی اور نے کہا۔ مجھے بھی سواتے چمکدار دائروں کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا۔

یہ اس روشنی کے جھمکے کا نتیجہ ہے۔ کرنل نے چلا کر کہا۔ جو ابھی چند لمحے پہلے ہوا تھا لہذا

پرسکون رہو۔

کیا یہ عارضی ہے کرنل۔ ؟

ایسا ہی لگتا ہے۔ کرنل نے کہا۔ میں کچھ دیکھ رہا ہوں۔

میں بھی۔ کسی اور نے کہا۔

یہ سب کیا ہے کرنل۔؟ کسی نے پوچھا۔
خاموش رہو۔ کرنل غرایا تھا۔ خاروشی لوٹنے دو۔

اب اندھیرا ہے کرنل۔

میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ کرنل نے کہا۔ وہ روشنی غائب ہو چکی ہے۔
روشنی غائب ہو گئی ہے۔؟ سار جٹ نے کہا۔ یا ہم اندھے ہو گئے ہیں کرنل۔
شٹ اپ۔ کرنل غرایا اور ان سب کو سانپ سونگھ گیا یکدم خاموشی چھا گئی تھی ایسی خاموشی
کہ وہ اپنے دل کی دھڑکنیں تک سن سکتے تھے۔

کیا اب تم کو کچھ نظر آرہا ہے۔؟ کرنل نے پوچھا۔
ہاں اب ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ کسی نے کہا تھا۔
یہ سب کیا تھا کرنل۔؟ سار جٹ نے پوچھا۔
ابھی بتاتا ہوں۔ کرنل نے کہا۔ تم سب ہوشیار رہو۔

کوئی خطرہ کرنل۔؟
ہم کسی دھوکے کا شکار نہیں۔ کرنل نے کہا۔ ہوشیار رہو ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسری پارٹی

ہمیں گھیرے میں لے چکی ہو۔

ادہ ہو۔ کرنل کی بات کے جواب میں وہ سب ہی چوکنے ہو گئے تھے۔

بڑی نارح روشن کرو۔ کرنل نے کہا۔

نارح کس کے پاس ہے۔۔ لیفٹنٹ نے چلا کر کہا۔

کرنل صاحب کی کٹ میں ہے۔ کسی نے کہا۔ البتہ چھوٹی نارح موجود ہے۔

ادہ ہو۔ کرنل کے منہ سے نکلا اور اس نے زمین پر بیٹھ کر کٹ اتاری اور اس میں سے

بڑی تازہ نکال کر چھوٹی رکھی اور کٹ دو بارہ کمر بھر باندھ لی پھر اس نے نیلے شعلے والی سمت تازہ کا رخ کیا اور ٹپن دبا دیا۔

روشنی کا ایک سیلاب سا وہاں آیا تھا وہ تیزی سے اس طرف بچے جہاں شعلہ نظر آیا تھا۔ تازہ کا تیز روشنی میں وہ اس جگہ کی مجلسی ہوئی زمین بخوبی دیکھ سکتے تھے۔

”یہاں کی تو زمین کوئلہ بن گئی ہے۔“ سار جٹ نے کہا۔

”میر خیال ٹھیک تھا گویا۔“ کرنل بڑبڑایا۔

”کیا مطلب سر۔“ لیفٹیننٹ نے پوچھا۔

”یہاں ہمارے علاوہ بھی کوئی موجود تھا۔“

”کون؟“ وہ چونک ٹپے اور ان کے ہاتھ اسٹین گنوں پر چلے گئے۔

”وہ جو بھی کوئی تھا اب یہاں سے جا چکا ہے کرنل نے بتایا۔“

”اور یہ روشنی؟“

”یہ کسی قسم کا حریدہ یا ہوگا لیفٹیننٹ۔“ کرنل نے کہا۔ ”شکر کرو کہ ہم اس سے محفوظ رہے“

اور وہ بھاگ نکلا۔

”بھاگ نکلا۔؟“ سار جٹ نے دوبارہ کہا۔

”ہاں اور یہ وہ اس حربے سے ہمیں بھی جلا سکتا تھا۔“ کرنل نے کہا۔ ”زمین کی رنگت دیکھو“

”سیاہ ہو چکی ہے اور وہ ابھی تک گرم ہے۔“

”ایسی صورت میں اس کا بھاگ نکلنا سمجھ میں نہیں آیا سر۔“

”ہوگی کوئی بات۔“ کرنل نے کہا۔ ”مکان ہے وہ ہمارے اعداد سے مرعوب ہو گیا ہو یا ایسی“

”ہم کسی بات نے اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہو۔“

مگر سر ہم نے کسی قسم کی آواز نہیں سنی۔ سارے جنٹ نے کہا۔ میرا مطلب ہے ایسی کوئی آواز جس سے

اندازہ ہوتا کہ کوئی بھاگ رہا ہے۔

کیا تم نے لکڑیوں کے ٹوٹنے جیسی آواز نہیں سنی؟ لینٹنٹ نے کہا۔

ہاں مگر وہ کسی کے بھاگنے کی آواز نہیں تھی۔

اود۔۔ کرنل چونکا پھر اس نے اپنے ساتھیوں پر طائر ح کی روشنی ڈالی اور جلدی سے

بولا۔۔ بورگف کہاں ہے؟

بورگف۔؟

کئی آوازیں گونجیں اور اس کے ساتھ ہی چھوٹی چھوٹی کئی ٹارچوں کی روشنیاں دھالو

چکرانے لگیں۔

ادھر تو نہیں ہے سر۔ کسی نے کہا۔

بورگف۔ بورگف۔ لینٹنٹ نے زور سے پکارا۔

بیکاز ہے۔ کرنل نے کہا۔

کیا مطلب سر۔ لینٹنٹ نے چونک کر پوچھا۔

ادھر دیکھو۔ کرنل نے طائر ح کی روشنی سے اشارہ کیا اور ان سب کی نگاہیں اسی سمت

اٹھ گئیں۔

پھر وہ خوف و دہشت سے چند قدم پیچھے ہٹ گئے ان کے سامنے ہی زمین پر گھلا ہوا

سیاہ مادہ پڑا تھا اور اس مادے پر وہی کپڑے تھے جو ان کے ساتھی بورگف کے جسم پر تھے قریب ہی اس

کی کٹ بھی پڑی ہوتی تھی۔ وہ اس پر جھکے اس کی اسٹین گن بھی پگھلے ہوئے لوہے کی شکل میں وہاں

موجود تھی۔

۔ مائی گاڑ۔ یہ کیا ہے سر۔ ان میں سے ایک خوفزدہ لہجے میں بولا۔

۔ یہ تو بورگف ہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نے کہا۔

۔ ہاں یہ بورگف ہی ہے۔ کرنل نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

۔ آپ کا یہ خیال صحیح ہے سر کی یہاں کوئی موجود تھا۔

۔ نہ صرف موجود تھا بلکہ اس نے اپنا کوئی حربہ ہم پر آزمایا بھی ہے۔ کرنل نے سرسرا تے لہجے میں کہا اور وہ چاروں طرف بادلوں کی طرح تاراج کی روشنی ڈالنے لگے۔ ان کی حالت وحشت زدہ جیسی ہو گئی تھی۔

۔ بے کار ہے۔ کرنل نے کہا۔ وہ اب نظر نہیں آئے گا۔

۔ سر کیا وہ حربہ آپ کو نظر آیا تھا۔

۔ نظر آیا تھا۔ کرنل نے دوہرایا۔

ٹھیک اسی لمحے انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی چل رہا ہو آواز سامنے سے آئی تھی پھر دائیں طرف سے بھی ایسی ہی آواز ابھری اور انہوں نے بیک وقت ٹارچیں بچھا دیں یک بیک انہیں ایسا لگا جیسے ایک بار پھر ان کی بصارت چھن گئی ہو۔

۔ شاید ہمیں گھیل جا رہا ہے۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔

۔ شاید۔ کرنل کا لہجہ طنزیہ تھا۔ اب بھی شک و شبہ کی گنجائش باقی رہتی ہے

لیفٹیننٹ۔

۔ دوسرے۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔

۔ کیا یہ وہی لوگ ہیں سر۔

۔ کیا کہا جاسکتا ہے۔ کرنل نے کہا اب وہ چاروں طرف سے دوڑنے کی آوازیں سن

رہے تھے پھر بے ہنگم سا شور مچا دیا تھا۔
 ”اوہ ہو۔ اوہ ہو۔“ کرنل نے بے صبری سے کہا۔

”کیا ہوا سر۔؟“ لیفٹیننٹ نے پوچھا۔
 ”ہوشیار رہو۔“ کرنل نے کہا۔ ایک جگہ سمٹ جاؤ وہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ معلوم

ہوتے ہیں۔“

”یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔؟“ سارجنٹ نے سرگوشی کی۔
 ”ٹھیک اسی لمحے کسی کابے ہنگم سا قہقہہ فضا میں ابل رہا تھا پھر بہت سے گھوڑوں کے دوڑنے

کی آواز آئی تھی۔

”ریٹائرمنٹ۔“ سارجنٹ کے منہ سے چیخ جیسے الفاظ نکلے۔

”آدم خور۔“ لیفٹیننٹ کا لہجہ بھی سہا ہوا تھا۔

”حوش و ہواس قابو میں رکھنا۔ کرنل نے تنبیہ کرنے والے لہجے میں کہا۔ بہتر ہے کہ وہ خود

کی آڑ لے لو۔“

”یہی ٹھیک رہے گا۔“ لیفٹیننٹ نے کہا۔ ”اسی لمحے ایسا لگا جیسے زائیں سے کوئی چیز ان

کے سروں پر سے گزر گئی ہو۔“

”کیا تھا یہ۔“ لیفٹیننٹ نے سرسراہٹے لہجے میں کہا۔

”وہ لوگ تیر چلا رہے ہیں جھک جاؤ۔“ کرنل چلایا اور اس آواز کے ساتھ ہی ایک غلٹ

ہوا اور گولی کرنل کے کان کے پاس سے نکل گئی۔

وہ زمین پر گر پڑا تھا اپنے قریب ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو لیٹا ہوا محسوس

کیا تھا۔ پھر اس نے اٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑوں کے ہنہانے کی آواز جس سمت سے

اگر ہی تھیں اس طرف رخ کر کے ٹرا سگڑ دبا دیا۔
 اسٹین گن کا قہقہہ فضا میں بھرتھا کئی چنچیں بلند ہوئیں اور پھر سات اسٹین گنیں قہقہے
 لگاتے لگیں۔ فضا گھوڑوں کی ہنہا ہٹا اور فائروں کی آوازوں سے گونجنے لگی۔

پاکیزہ خواتین بیوٹی شاپ

۰۔ کیا آپ کا چہرہ خوبصورت نہیں ہے۔؟

۰۔ کیا آپ کے ہاتھ بد نما ہیں۔؟

۰۔ کیا آپ کا جسم بے ڈول ہے۔؟

۰۔ کیا آپ خوبصورت بننا چاہتی ہیں۔؟

اپنے جسم اور چہرے کو خوبصورت اور پیرکشش بنانے کے لئے برسوں کی محنت کے بعد لکھی جانے
 والی کتاب پاکیزہ خواتین بیوٹی بک میں دیتے گئے طریقے اپناتے اور حسین و پیرکشش بن جاتے۔

آج ہی طلب کیجئے

محترمہ! یہ کتاب بہت زیادہ مقبول ہوئے کاپیست

ایوب ایڈمی

لیاقت آباد - کراچی ۱۹

دریا بھرے ہوئے شیر کی طرح چنگھاڑ رہا تھا اور ان کی دونوں کشتیاں ٹکوں کی طرح ڈول رہی تھیں اب تک وہ دو کشتیوں سے ہاتھ دوچکے تھے۔ یہی غنیمت تھا کہ کوئی جان ضائع نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ کشتیوں کے تباہ ہونے سے پہلے ان میں موجود ساتھیوں کو اپنی صمصم و سالم کشتیوں میں سوار کر چکے تھے۔

اس طرح تو ہم سب ہی مارے جاتیں گے مسٹر کارٹر۔ ایک آدمی نے کہا اس کے ہاتھ میں بڑے سے چپوؤں کا ڈنڈا تھا وہ سب ہی جان توڑ کوشش کر کے کشتی کو دریا کے بہاؤ کے مخالف سمت کھینچ رہے تھے۔

میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کارٹر نے جواب دیا۔

پھر کوئی صورت نکالیں۔

میں خود کسی ایسی صورت کے لئے غور کر رہا ہوں مسٹر پارکر۔ کارٹر نے کہا۔ لیکن

رات کی تاریکی ہمیں دم نہیں لینے دے رہی۔

”صبح ہونے تک یہ دریا ہم سب کو نگل جائے گا مسٹر کارٹر۔“

”آپ ہی کوئی تجویز پیش کریں۔“ کارٹر نے کہا۔

”کیوں نہ کشتی کنارے پر لگادی جاتے۔“ پارکر نے کہا۔ اس طرح کم از کم رات تو سکون سے

گزاریں گے۔“

”کشتی کنارے پر نہیں لگ سکتی پارکر۔“ کارٹر نے افسردگی سے کہا۔

”وہ کیوں؟ پارکر نے پوچھا۔“

”خود ہی دیکھ لو۔“ کارٹر نے کہا اور ایک طاقتور روشنی والی بٹری مارچ اس نے روشن کر کے

اس کی روشنی کنارے کی طرف ڈالی وہ دریا کے درمیان میں سفر کر رہے تھے اور دونوں کناروں پر سریلینا اور سپاٹ چٹانیں کسی دیوار کی طرح سے اٹھی ہوئی تھیں۔ انہیں دونوں کناروں پر ایسی کوئی جگہ نظر نہیں آتی جہاں وہ کشتی کنارے لگا کر تر سکتے۔“

”مالی گاڈریو ہم بھینس گئے۔“ پارکر خوفزدہ لہجے میں بولا۔

”اب بچے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے۔“ پارکر نے کہا۔

”وہ کیا؟“ پارکر اور دوسرے کئی آدمیوں نے ایک ساتھ پوچھا تھا۔

”پوری طرح ہوش و حواس برقرار رکھتے ہوئے کشتی کو کھیتے رہیں۔“ کارٹر نے کہا اور ان کے

منہ بن گئے۔

”مگر کب تک مسٹر کارٹر؟“ پارکر نے پوچھا۔

”جب تک کنارہ نہ آجائے۔“ کارٹر نے جواب دیا تھا۔

”کنارہ؟“ پارکر نے دہرایا۔ میں نے بھی ایمیزون کے بارے میں پڑھا ہے اور اگر میرا خیال

نقطہ نہیں ہے تو یہ دیواری چٹانیں کم از کم چار پانچ میل تک پھیلی ہوتی ہیں اور اسی طرح سیدھی اور پلٹ۔
تمہارا خیال صحیح ہے پارکر۔

پھر تو ہم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں ہیں مسٹر کارٹر۔ ایک اور نئے کہا۔ کیونکہ اب ہم میں زیادہ
دیر کشتی کھینے کی طاقت نہیں ہے۔

جیمسن کا بیان صحیح ہے جناب۔ کسی اور نے کہا۔

پھر آپ ہی بتائیں میں کیا کروں۔ کارٹر نے بے بسی سے کہا۔

جیمسن کے سربراہ آپ ہیں۔ جیمسن نے کہا۔ اور ہم سب کی سلامتی کی ذمہ داری بھی آپ ہی پر عائد

ہوتی ہے۔

مجھے اس سے انکار کب ہے دوستوں۔ کارٹر نے کہا۔

کیا آپ کو اس مصیبت کے بارے میں پہلے سے اندازہ نہیں تھا؟ پارکر نے کارٹر سے پوچھا

اور وہ زور سے سر ہلاتے ہوئے بولا۔

نہیں اس صورتِ حال کا مجھے شبہ بھی نہیں تھا۔

اور ہو۔ جیمسن کے منہ سے نکلا دونوں کشتیوں میں پٹرول میکس لیمپ روشن تھے اور وہ

چونکہ کشتی کے پینڈے میں رکھے ہوئے تھے اس لئے ان کی روشنی صرف ان کے چہروں اور جسموں ہی تک
محدود تھی۔

کیا ہم ترتیب دینے والوں نے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ پارکر کا لہجہ انتہائی تلخ

تھا۔

بتایا ہوتا تو یہ پیریشاندہ اٹھالٹتی۔ کارٹر نے کہا۔

کیا ہم واپس چلیں۔ جیمسن نے پوچھا۔

”واپس۔ کارٹرنے دوہرایا۔

”ہاں میرا خیال ہے واپسی کا سفر آسان رہے گا۔“ جمین نے پھر کہا۔

”خیال ہے تمہارا۔“ کارٹرنے مایوسی سے کہا۔

”وہ کیوں۔؟ پار کرنے پوچھا۔ واپسی کے سفر میں کیا دشواری ہے۔؟“

”جیسے ہی ہم لوگ کشتی کھنا بند کریں گے بھپرا ہوا پانی اسے پسند نہ کرے گا اور پھر کسی

بھی لمحے حادثے سے دوچار کر دے گا۔“

”مگر ہم دیکھتے رہیں گے۔“ پار کرنے کہا۔ جیسے ہی کوئی

”چٹان نظر آتی کشتی کا رخ موڑ دو گے یہ کہنا چاہتے ہونا۔“ کارٹرنے اس کی بات کاٹ کر

کہا۔

”ہاں اور کیا ہمیں صرف اسی وقت چوچلانی ہوں گے جب ایسا کوئی موقع پیش آتے گا۔“

جمین نے کہا۔

”کیا تم لوگ اندھیرے میں دیکھنے کی استعداد رکھتے ہو۔؟ کارٹر غرایا۔

”ہمارے پاس ٹار پیں جو ہیں۔“ پار کرنے کہا۔

”یہ ٹار پیں مسلسل جلاتی جاتیں تب بھی چند گھنٹوں میں ان کے سیل ختم ہو جائیں گے۔“ کارٹر

نے کہا۔ اس کے علاوہ واپسی کے وقت کشتی کی رفتار اتنی ہوگی کہ اس کا موڑنا ممکن ہی نہ ہوگا۔“

”گویا ہمیں اسی بے بسی کی حالت میں موت سے ہٹنا پڑے گا۔؟“ جمین نے کہا اور وہ

سب کارٹرنے کو دیکھنے لگے جس کا چہرہ کسی مردے کی طرح سا ہوا تھا اور پھر ہوتے دریا کے اٹا

ہوتے چھینٹے اس کے چہرے سے اس طرح ٹپک رہے تھے جیسے وہ خون کے قطرے ہوں۔

”میرا خیال ہے کہ ان پٹانوں میں دراڑیں یقینی طور پر ہوں گی۔“ کچھ دیر بعد کارٹرنے کہا۔

۔ درازیں۔؟ پار کرنے دو ہلایا۔

ہاں درازیں۔ کارٹرنے کہا۔ اسی درازیں جو ان چٹانوں کو توڑ کر چھوٹی چھوٹی نہروں کی صورت میں اند تک چلی گئی ہوں۔

اودہ۔ ہو۔ ان کے چہروں پر زندگی دھڑلے لگی۔ یقیناً ہم وہاں کشتی روک کر آرام اور سکون کا سانس لے سکیں گے۔ پار کر کا ہیہ ہڈیاں تھا۔

ہمیں مارچوں کا رخ دونوں کناروں کی طرف کر دینا چاہیے۔ جمین نے کہا۔ اور کارٹرنے اس کی تائید کر دی پھر دونوں ہی کشتیوں سے دائیں بائیں سر بلند اور سپاٹ چٹانوں پر روشنی پڑنے لگی۔ دو آدمی روشنی ڈال رہے تھے جبکہ باقی پانچ مرد کشتی کھینچے رہے تھے۔

جس کشتی میں تین مرد ایک عورت سوار تھے اس کی بہ نسبت اس کشتی کے افراد کو کشتی کھینچنے

میں دشواری ہو رہی تھی جس میں صرف تین افراد تھے۔

ان میں سے دو کشتی کھینچ رہے تھے جبکہ ایک کو روشنی چٹانی دیواروں پر ڈالنی پڑ رہی تھی ہر طرف تاریکی تھی لیکن ان کی آنکھیں اب آہستہ آہستہ تاریکی کی عادی ہوتی جا رہی تھیں وہ روشنی کی زد سے نکل آئیے بعد بھی چٹانوں کا جائزہ لے رہے تھے۔

کاش ہمیں پہلے سے اس مصیبت کا علم ہوتا۔؟ پار کرنے مانگتے ہوئے لہجے میں کہا وہ پوری

قوت سے چوچلا رہا تھا۔

اگر علم ہوتا تو یہ مصیبت ہی کیوں پڑتی۔ کارٹرنے کہا۔ وہ اس کے برابر ہی بیٹھا چوچلا رہا تھا۔

چلا رہا تھا۔

اب مجھے اس آدمی کی ہنسی یاد آ رہی ہے۔ جمین نے کہا۔

تمہارا اشارہ ملاح کی جانب ہے۔؟ پار کرنے کہا۔

”ہاں تم کو یاد ہے پارکر۔“ جمین نے کہا۔ اس ملاح نے کشتی کا سودا کرتے وقت کیسی مضمحلہ
 اڑنے والی نگاہوں سے ہمیں دیکھا تھا۔؟

”یاد ہے۔“ پارکر نے جواب دیا اور اس کا وہ قہقہہ بھی یاد ہے جو اس نے سودا مکمل ہو جانے
 کے بعد کچھ دور جا کر لگایا تھا۔“

”وہ یقینی طور پر ہم پر سنس رہا تھا۔“ جمین نے کہا۔

”اب تو یہی کہا جاسکتا ہے۔“ پارکر نے کہا۔ وہ لوگ یہاں کے رہنے والے ہیں وہ اس جگہ
 کی رگ رگ سے آگاہ ہوں گے۔“

”وہ انتہائی ذلیل تھے۔“ کارٹر نے کہا۔ انھیں چاہیے تھا کہ وہ ہمیں اس خطرے سے
 آگاہ کر دیتے۔“

”میں انھیں عقلمند کہتا ہوں باس۔“ پارکر نے کہا۔

”وہ کیوں۔؟ کارٹر نے پوچھا۔

”اگر وہ آپ کو اس بات سے آگاہ کر دیتے تو ان سے بڑا حق کوئی نہ ہوتا۔“ پارکر نے بتایا
 کیونکہ اس خطرے سے آگاہی کی صورت میں ہم لوگ یہ کشتیاں گراں قیمت دے کر بھی بھری
 نہیں خریدتے۔“

”بات دل کو لگتی ہے۔“ جمین نے کہا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو۔“ کارٹر نے کہا۔ کشتیاں تو وہ مفت میں پھرتیا کر لیں گے مگر ان لوگوں
 کو بارہ سو ڈالر کہاں سے ملتے۔؟

”لہذا یہ طے رہا کہ وہ احمق نہیں چالاک ہیں۔“

”کچھ بھی کہہ لو مسٹر پارکر۔“ کارٹر نے کہا۔ اس مصیبت سے نجات کے بعد بھی ہمیں

نت نئی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔»

وہ کیا؟ پار کرنے پوچھا۔

کنارے پر ہمیں دلہ لیں بھی مل سکتی ہیں۔»

اس کے لئے ہمیں ٹارچوں کا سہارا لینا پڑے گا۔» پار کرنے بتایا۔ ہم روشنی میں آسانی سے

دلہ لیں دیکھ لیں گے۔»

انہی اطراف میں آدم خور ملیں اور درخت بھی ملتے ہیں۔» کارٹرنے بتایا اور پار کر

بلر سامنے بنا کر بولا۔

آدم خور درخت ہوتے۔»

آدم خور نہیں تم انھیں گوشت خور کہہ سکتے ہو۔» کارٹرنے کہلان کی زد میں جو بھی

جاندار آجاتا ہے وہ مرنے کے بعد ہڈیوں کے نیچے ہی کی شکل میں چھکارہ پاتا ہے اس سے قبل نہیں۔»

یہ سب قصے کہانیوں کی باتیں ہیں باس۔» کر کے کہا۔ آپ پڑھے لکھے عقلمند آدمی

ہیں پھر بھی ایسی باتوں پر یقین کرتے ہیں۔»

پڑھا لکھا ہوں اس لئے ان کو درخت کہہ رہا ہوں۔» کارٹرنے کہا۔ اگر جاہل ہوتا تو

ان درختوں کو دیوتا سمجھ کر پوجا کرتا۔

بہر حال مجھے اس پر یقین نہیں۔» پار کرنے کہا۔

اس بے یقینی کی حالت میں احتیاط سے دامن نہ چھڑا لیتا۔» کارٹرنے تبہ یہ کرتے ہوئے

کہا۔ کبھی یہ بے یقینی کی کیفیت تم کو کسی گوشت خور درخت کی شاخوں میں پھنسا دے۔»

دیکھا جاتے گا باس۔» پار کرنے لاپرواہی سے کہا۔

میں باس کی تائید کرتا ہوں پارکر۔ ہم جمن نے کہا۔ اس علاقے میں یہ آدم خور یا گوشت خور درخت جو چلے کہہ لوثقینی طور پر موجود ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت سی چیزیں ہیں۔

مثلاً کیا۔ پارکر نے پوچھا۔

درختوں پر رہنے والے چوہے جو اگر بھوکے ہوں تو شیر یا ہاتھی کو بھی منٹوں میں چٹ کر جاتے ہیں۔

اب کچھ دیر بعد تم یہ ہو گے کہ مچھلیاں ہوا میں اڑتی ہیں۔ پارکر نے کہا اور وہ درختوں پر گھونسلے بنا کر بچے دیتی ہیں۔

شاید تم نے افریقہ کے بارے میں کچھ نہیں پڑھا۔ کارٹر نے کہا۔ بہت کچھ پڑھا ہے۔ پارکر نے کہا۔ مگر وہ۔ الف لیلہ کی داستان لگتا ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

وہ الف لیلہ کی داستان حقیقت ہے۔ کارٹر نے کہا۔ ہم سے پہلے اور لوگ بھان اطراف میں ان پرانے چیزوں کو دیکھ چکے ہیں۔

افریقہ شکاری اپنے سفر ناموں میں زیب داستان کے لئے بہت کچھ لکھ دیتے ہیں مسٹر کارٹر۔ پارکر نے کہا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کے سفر نامے بڑے پلیشہ نہ کیوں خریدتے۔

تمہاری بے یقینی اور ہونا مشکل ہے۔ کارٹر نے کہا۔ مجھے ڈر ہے کہ اس بے یقینی کے ہاتھوں تم نقصان نہ اٹھاؤ۔

ایسا نہیں ہوگا باس۔ پارکر نے کہا۔

کیوں۔ کیوں نہیں ہو سکتا۔؟ کارٹرنے پوچھا۔

اس لئے باس کلان چیزوں کا کوئی وجود نہیں ہے۔۔ پارکرنے اطمینان سے کہا اس کے دیتے سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اسے دیکھے بغیر ان چیزوں کی موجودگی پر کبھی بھی یقین نہیں آ سکتا۔۔

بلیئر مشورہ اور ہدایت بھی ہے۔۔ کارٹرنے کہا۔ کہ اپنے بے یقینی کے احساسات کے باوجود صدر جے محتاط رہنا۔۔

آپ کی بات مجھے قبول ہے باس۔۔ پارکرنے کہا اس کا لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا۔ کارٹرنے بے سامنے بنایا تھا۔

کیا تم آدم خود قبائل کے وجود سے بھی منکر ہو۔۔ جمین نے پوچھا۔
اگر میں ہاں کہوں تو۔؟ پارکرنے کہا۔

پھر میں تم کو دنیا کا سب سے بڑا حق تصور کروں گا۔۔

ہشت۔۔ پارکرنے خوشدلی سے کہا۔ دیکھو دنیا میں تمہاری یہ غلط فہمیاں بھی اس سفر میں دور کر دوں گا اور ثابت کر دوں گا کہ افریقہ میں شکار کر کے واپس جانے والے شکاریوں کے سفر نامے جھوٹ کا پلندہ ہوتے ہیں۔۔

خدا تمہیں ہر بلا سے بچائے۔۔ جمین نے کہا تھا۔

وہ تو میں بچا ہوا ہوں ہی۔۔ پارکرنے مسکرایا تھا۔

بلیئر خیال ہے ان اطراف میں کوئی دراڑ نہیں ملے گی۔۔ جمین نے تھکے ہوئے لہجے میں

کہا انہیں اپنے باند شل ہونے محسوس ہو رہے تھے۔۔

دراڑیں یقینی طور پر ہوں گی۔۔ کارٹرنے کہا۔ راستے میں میں نے کئی دراڑیں دیکھی تھیں

مگر اس وقت اس بات کا خیال بھی نہیں آیا تھا۔

”اوہ۔ ہو۔“ دفعتاً جمین کے منہ سے نکلا۔

کیا بات ہے۔؟ کارٹرنے پوچھا۔

”وہ دائیں طرف کیا ہے۔؟ جمین نے کہا۔

”دائیں طرف۔؟ کارٹرنے دوبارہ پوچھا۔

”ہاں میرے خیال میں اس طرف کچھ ہے۔“ جمین نے کہا۔

”روزی ذرا طارح کی روشنی تیز کر کے اس طرف ڈالو۔“ کارٹرنے اس عورت سے کہا جو

کشتی کے کنارے پر کھڑی ہوئی دریا کے دائیں کنارے پر روشنی ڈال رہی تھی۔

”یس باس۔“ روزی نے کارٹرنے کے جواب میں کہا تھا پھر تباہی ہوئی جگہ پر اس نے طارح کی روشنی

تیز کر کے ڈالی اور ان سب کے منہ سے مسرت سے بھرپور سانس نکل گئے۔

”دراٹ۔“ پارکرنے سب سے پہلے کہا تھا۔

”کشتی کا رخ اسی طرف پھیر دو۔“ کارٹرنے کہا اور وہ سب جان توڑ محنت کر کے کشتی کو اس

دراٹ کی جانب لے جانے لگے۔ کارٹرنے والی کشتی کے پیچھے آنے والی کشتی نے بھی رخ اسی طرف کر دیا تھا۔

دراٹ کے قریب ابھری ہوئی چٹانیں بھی تھیں اور وہ کشتی کو اس طرف لے جانے میں دشواری محسوس

کر رہے تھے۔

”باس چٹانیں۔“ روزی نے ان لوگوں کو آگاہ کیا۔

”چٹان کے برابر سے نکالنے کی کوشش کرو۔“ کارٹرنے کہا۔

”پانی کا دھارا یہاں کچھ تیز ہے باس۔“ پارکرنے کہا۔ کشتی کسی چٹان سے ٹکرا بھی

سکتی ہے۔“

روزِ عا د ہلڑو چو سنبھالا۔ کارٹرنے روزی سے کہا اور وہ ٹاٹح بجا کر کارٹر کی طرف

چلی آئی۔

اس نے دونوں چور روزی کے ہاتھ میں تھمتے اور خود اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے کشتی میں پڑا ہوا بٹر سا بانس اٹھایا اور کشتی کے سرے پر پہنچ گیا اب وہ بانس پانی میں ڈال رہا تھا جلد ہی بانس تہہ میں پہنچ گیا۔

کشتی زور سے آگے بڑھا۔ کارٹرنے چلا کر کہا اور وہ پوری قوت سے کشتی کھینے لگے۔ کارٹر بانس کے ذریعے کشتی کو چٹانوں سے ٹکرانے سے بچا رہا تھا اس کی دیکھا دیکھی دوسری کشتی والوں نے بھی یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ دراڑ کی طرف بڑھنے لگے۔ یہاں چند ہی لمحوں میں ان کی کشتیوں میں ٹخنے ٹھننے پانی پھر گیا تھا کیونکہ بہتا ہوا پیر ہوا پانی جب چٹانوں سے ٹکراتا تو وہ فوارے کی شکل میں فضا میں بند ہو جاتا تھا۔ اور یہی پانی ان کی کشتیوں میں آگرتا تھا۔

کافی جدوجہد کے بعد وہ کشتی کو دراڑ میں لے جانے میں کامیاب ہو سکے تھے اور پھر دراڑ میں داخل ہوتے ہی انھیں ایسا محسوس ہوا جیسے پانی کا زور یک لخت ٹوٹ گیا ہو یا ان کے جسموں میں طاقت آگئی ہو۔

جس طاقت سے وہ کشتی کھینچتے ہوئے دراڑ میں داخل ہوتے تھے اس طاقت کے زور میں دراڑ میں کشتی کی رفتار اچانک دو گنی بلکہ سہ گنی ہو گئی تھی۔

آہستہ چو چلا۔ کارٹر چلایا تھا انھوں نے رفتار کم کر دی کارٹرنے بانس وہاں کشتی کے اندر ڈال دیا تھا اور ٹاٹح سنبھال لی تھی۔ ٹاٹح کی روشنی میں دراڑ دور تک سیدھا جاتی نظر آ رہی تھی وہ چلتے رہے اس طرف دیواروں پر کاہی کی تہر جی ہوتی تھی اور پانی کی

سطح پر بھی کائی کی موٹی موٹی تھیں بھی ہوتی تھیں جن کو پھاڑتی ہوئی کشتیاں آگے بڑھ رہی تھیں کارٹرنے
اوپر روشنی ڈالی۔ چٹانی دیواریں کہیں سر بلند تھیں اور کہیں بہت نیچی مگر ایسی جگہ اب تک ان کو نظر نہیں
آئی تھی کہ وہ کشتی کنارے لگا سکتے۔

”باس کیا ہم دوبارہ پھنس گئے ہیں۔؟ پار کرنے پوچھا۔

”نہیں۔“ کارٹرنے کہا۔ اگر کوئی جگہ نہیں ملی تو پھر ہم رسیوں کی مدد سے پہاڑی پر چڑھنے کی
کوشش کریں گے۔“

”یہ کوشش تو باس ہم دریا میں رہ کر بھی کر سکتے تھے۔“

”احتمق ہی ہو۔“ کارٹر غرایا۔ تمہاری عقل افریقہ میں داخل ہوتے ہی کیا گھاس چرنے

چلی گئی ہے۔“

”میں مطلب نہیں سمجھا باس۔“ پار کرنے کہا۔

”کیا دریا میں کشتی کسی جگہ روکی جاسکتی تھی۔؟“

”اوہ ہو۔“ پار کرنے منہ سے نکلا۔ ویری ساری باس۔“

”کنارہ۔“ دفعتاً روزی کے منہ سے نکلا کارٹرنے چونکر دیکھا چٹانی دیوار اچانک اس

طرح ختم ہو گئی تھی جیسے اس کا وجود ہی نہ ہو اب وہ ہر ابھرا ساحل دیکھ سکتے تھے۔ کارٹرنے کنارے
پر روشنی ڈالی۔

لے پناہ جھاڑیاں بیلیں اور پودے آگے نظر آ رہے تھے۔ انھوں نے کشتی کنارے پر

لگا دی سب سے پہلے کارٹرنے بائیں سے کنارے کی زمین کا جائزہ لیا تھا کہ وہ دلدلی تو نہیں ہے

زمین سخت تھی بائیں اس میں نہیں گھس سکا تھا وہ ایک ایک کر کے کنارے پر اتر گئے اور کشتیوں

کو اوپر تک خشکی پر پہنچایا۔ سب سے پہلے انھوں نے آس پاس کا جائزہ لیا پھر ایک جگہ کنارے

سے ہٹ کر انھوں نے جھاڑیوں کو صاف کر کے بیٹھنے کے قابل بنالیا اور سامان اتار اتار کر وہاں رکھنے لگے۔ روزی نے اسٹوسلگ لیا تھا۔

ایک گھنٹے بعد وہ پیٹر و میکس کی روشنی میں رات کا کھانا کھا رہے تھے کھانے کے بعد روزی نے ان میں کافی تقسیم کی تھی کارٹر نے کافی ختم کر کے مگ روزی کی طرف بڑھایا، ہی تھا کہ وہ چونک پڑے سر راتی ہوئی آگ کی ایک لکیر ان کے سامنے سے گزری تھی وہ چونک کر مڑے کارٹر کے قریب ہی ایک تیر زین میں پیوست تھا اور اس میں سے شعلے نکل رہے تھے۔ مٹی کے تیل کی بو ان کے نکتوں میں گھس آئی تھی۔

رٹیرانڈین۔ ہ پار کر خوف سے چلایا تھا بس پھر ایسا ہی محسوس ہوا جیسے ان کو سانپ

سونگھ گیا ہو۔ ایس قریشی کی عمر ان سیریز

قاتل مَصُور

مصنف:- ایس قریشی:-

حادثوں کے شکار

مصنف:- ایس قریشی

بُرا آدمی

دولت کے پُجاری

عالمو کے شاہکار ناول

آمنٹ کی لکھائی چھپائی حسین ترین سرورق، آج ہی اپنے آئندہ روانہ کریں

تعمیر و ترمیم کے لئے کا پتہ: info@alibon.com

ایوب اکیڈمی عیادت آباد کراچی ۱۹

ہوشیار۔۔ عمران کی چھٹی حس نے اسے تنبیہ کی اور وہ پھرتی سے اپنی کٹ کی طرف جھپٹا پھر اس نے کٹ میں سے تاریکی میں دیکھنے والا چشمہ نکال کر آنکھوں پر چڑھا لیا اور نیلے شعلے کی طرف دیکھا وہ شعلہ ب صرف چار پانچ قطر کی نیلے رنگ کی روشنی کی دھار کی شکل میں نظر آرہتا تھا اس کی تیز روشنی نگاہوں سے عاتب ہو گئی تھی۔

یہ اس ڈارک لائن والے تاریکی میں دیکھنے والے چشمے کا اثر تھا۔ عمران اب اس پاس کا ماحول با آسانی دیکھ سکتا تھا اس نے روشن لکیر کے اس پاس نظر ڈالی وہ ایک گن کی شکل کا سیلنڈر تھا جس کے پچھلے حصے سے روشنی نکل رہی تھی۔

بالکل ایسا ہی منظر تھا جیسے کوئی راکٹ اڑنے والا ہو اور اس کے نچلے حصے سے

اگل نکل رہی ہو۔

عمران نے اس سیلنڈر کے ارد گرد دیکھا مگر اسے کوئی ذی روح نظر نہیں آیا۔ وہ سیلنڈر

جس سے نیلا شعلہ نکل رہا تھا اب آہستہ آہستہ اٹھ رہا تھا دفعتاً ہوا کے جھونکے کے ساتھ ہی عمران نے حدت مسوس کی تھی ایسا لگا تھا جیسے آہستہ آہستہ وہ جگہ گرم ہونے لگا ہو۔

”جیسے ہٹ جاؤ۔“ عمران زور سے چلایا تھا اور وہ بوکھلا کر اس جگہ سے پیچھے ہٹے چلے گئے ان سب کی نگاہیں اسی شعلے پر مرکوز تھیں۔

”شعلے کو مت دیکھو۔“ عمران غرایا۔ اندھے ہو جاؤ گے اس پاس نظر رکھو۔“
”باس یہ سرکنڈوں کی روح کا کرشمہ ہے۔“ جوزف نے سرگوشی کی۔

”چپ۔“ عمران نے کہا۔

وہ بڑے غور سے دیکھ رہا تھا روشنی کی دھواں آہستہ آہستہ نہ صرف اونچی ہو رہی تھی بلکہ اس طرف بڑھ رہی تھی جس طرف وہ کھڑے ہوئے تھے عمران کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔
”عمران صاحب وہ دیکھتے۔“ طغدر کی آواز آئی اور عمران چونک پڑا اس نے دیکھا جس جگہ درخت کی بڑ پر بہن رکھا ہوا تھا سیلنڈر اس کے قریب پہنچ چکا تھا اور بہن کا جسم پانی نیکر بہہ رہا تھا۔

”کیا ہم اس پر فائز کریں؟“

”نہیں۔“ عمران نے کہا اور اس نے جیب سے سائمنس ریکارڈر نکال لیا پھر اس نے نیلے شعلے کا نشانہ لیا اور ٹرائیگر دیبا دیا ٹھس کی آواز بے شک اس نے نئی مگر گولی کا کیا حشر ہوا وہ یہ نہیں دیکھ سکا تھا۔

درختوں کی آڑ میں ہو جاؤ۔ عمران نے چلا کر کہا اور خود تیزی سے ایک درخت کی آڑ

میں ہو کر سیلنڈر کے سامنے والے حصے کی جانب بڑھنے لگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا اچانک وہاں تاریکی چھا گئی۔ ایسا ہی مسوس ہوا تھا جیسے بجلی کا بلب بجھا دیا

گیا ہو۔

روشنی غائب ہونے کے ساتھ ہی عمران نے دن رنا، سڑکی تیز آواز سنائی تھی پھر وہاں سناٹا پھیل گیا تھا۔ عمران کو اندھیرے میں دیکھنے والے چشمے سے بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی وہ سیلنڈر غائب ہو چکا تھا عمران نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا کھلے آسمان میں اسے بادلوں کے علاوہ اور کوئی چیز نظر نہیں آئی تھی۔ پتہ نہیں وہ کیا چیز تھی۔ اس نے چشمہ اتار کر جیب میں ڈال لیا اور سامان کی جانب بڑھتے ہوئے بولا۔

”اسی طرف آجاؤ۔“

”یہ کیا تھا عمران صاحب۔“ صفدر نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

”سامری کا گولا۔“ عمران نے بڑے اطمینان سے کہا تھا۔

”آپ کو اب بھی مذاق سوچو رہا ہے۔“ صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

”ارے یہ کیا۔؟ دفعتاً خاور چلا یا اس کی طارح کی روشنی ذبح کتے ہوئے ہرن پر پڑ رہی تھی۔

وہاں اب سواتے بدبودار گاڑے گاڑھے سیال کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

”یہ اسی نیلے شعلے کا شکار ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کیا۔؟ صفدر نے جیت سے پوچھا۔ کیا وہ نیلا شعلہ کوئی حربہ تھا۔؟

”ہاں۔۔“ عمران نے کہا۔ سامری جادوگر نے ہمیں تنہیہ کرنے کے لئے اسے روانہ کیا تھا۔“

”گویا یہ ہمارے لئے وارننگ ہے۔؟ خاور بڑبڑایا۔

”کوئی ہمیں اپنی مہم سے روکنا چاہتا ہے۔“ جولیا نے کہا۔

”اس کے علاوہ اور کیا سوچا جاسکتا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”اگر کوئی ہمیں روکنا چاہتا ہے سسٹر دفتر۔“ عمران نے کہا۔ تو یہ بہت اچھا موقع تھا وہ

ہم سب کو اسی حشر سے دو چار کر سکتا تھا جو ہرن کا ہوا ہے۔“

پھر ایسا کیوں نہیں ہوا۔؟ جو لیانے پوچھا۔

یہی سوال الجھن پیدا کر رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

بہر حال عمران صاحب وہ نیلا شعلہ کوئی خطرناک حربہ تھا۔ صند نے کہا۔ اور یہ

ہمارے لئے شاید وارننگ تھی کہ اگر ہم آگے بڑھنے سے باز نہ آتے تو ہمارا یہی حشر کیا جاسکتا ہے۔“

چلو تسلیم کیا۔“ عمران نے کہا۔ مگر پیاسے دفتر وہ حربہ کہاں گیا۔؟

اودہ ہاں۔“ وقتاً وہ سب ہی چونکے تھے پھر ٹارچوں کی روشنیاں چاروں طرف چکر

لگیں تھیں اندھیرے کی دبیر چادر میں دھاریاں پڑ رہی تھیں۔

کیوں سب صدمے کر رہے ہو۔“ عمران نے کہا۔ اس سے بہتر ہے کہ تم پٹرولیکس لیمپ

روشن کر ڈالو۔“

اودہ ہاں۔“ صند نے کہا اور وہ اپنے سامان میں سے لیمپ نکالنے لگے چند لمحے

بعد وہاں کافی تیز روشنی ہو گئی تھی۔ عمران نے ایک لیمپ اٹھایا اور اس طرف بڑھا جس طرف وہ سیلنڈر

اور اس کا شعلہ نظر آیا تھا۔

اس جگہ نظر ڈالتے ہی وہ چونک پڑے تھے اس جگہ زمین اس طرح سیاہ تھی جیسے

آگ جلائی گئی ہو۔

عمران نے ہاتھ سے زمین چھوئی اور جلدی سے ہاتھ ہٹایا زمین آگ کی طرح تپ رہی

تھی اس پاس کی گھاس اور جھاڑیاں بھی جل کر کوئلہ بن چکی تھیں۔

بیرے خدا۔“ صند نے کہا۔ یہ کیا چیز تھی عمران صاحب جس نے زمین تک کو جھلسا کر

رکھ دیا ہے جھاڑیاں بچی کو بند بن چکی ہیں۔

میں نے کہا ناکہ یہ سامری کا گولا تھا۔

یہ تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ کوئی راکٹ کی قسم کی چیز تھی اور ہوا میں اڑ کر غائب ہو گئی۔

تمہارا خیال صحیح ہے۔ عمران نے کہا۔

کیا آپ نے دیکھا تھا اسے۔ صفدر نے پوچھا۔ میں نے آپ کو اندھیرے میں دیکھنے والا

پتہ لگاتے دیکھا تھا۔

وہ سیلنڈر کی قسم کی کوئی چیز تھی۔ عمران نے بتایا۔

مگر وہ غائب کہاں ہو گئی۔؟ خاوند نے پوچھا وہ سب اس طرف چلے آتے تھے۔

اے گھوڑوں کو باندھ دو۔ عمران نے ان سب کو اپنے قریب دیکھ کر کہا۔ یہ تو شکر

ہے کہ وہ بھڑک کر نہیں بھاگے ورنہ سامان بھی جاتا اور اسلحہ بھی عمران کے توجہ دلانے پر وہ گھوڑوں کو باندھنے لگے۔

آپ کیا سوچ رہے ہیں عمران صاحب۔؟ چوہان نے پوچھا۔

سوچ رہا ہوں کھانا کب ملے گا۔ عمران نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

کیا کھانا۔؟ صفدر نے کہا۔ کیا آپ کو اس حربے کی فکر نہیں ہے۔؟

نہیں میرے بازو پر سامری کے جادو کا توڑ کرنے والا تعویذ بندھا ہوا ہے پیارے۔

عمران نے کہا۔ لہذا مجھ پر اس حربے کا اثر نہیں ہوگا۔

اس حربے کی موجودگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم کسی کی نگاہوں میں آچکے ہیں اور ہماری

نگرانی کی جا رہی ہے۔

اگر ایسا ہے تو تمہارا چوبایوں سو رہا ہے۔؟ عمران نے کہا۔

چیف یقینی طور پر ان لوگوں کی تلاش میں ہوں گے۔ یہ چوہان نے کہا۔
 تمہارے چوہے کو اس کا علم ہوتا نا تو وہ یہاں کبھی بھی ٹھہرنے کا مشورہ نہ دیتا۔
 ہو سکتا ہے وہ وہاں ایکسٹو کے یہاں سے آگے بڑھنے کے بعد پہنچا گیا ہو۔ یہ نعمانی نے کہا۔ منہ
 ایکسٹو میں یہاں رکنے کے لئے نہ کہتا۔
 وہ جوبھی رہی ہو اب یہاں نہیں ٹھہر جاسکتا۔ جولیانے کہا اس کے لمبے میں ہلکی سی خوف کی آئینہ
 تھی چونکہ اس کا چہرہ پیڑ و میکس کے مخالف تھا اس لئے تاریک تھا اور وہ اس کے چہرے پر ابھرنے والے
 تاثرات نہیں دیکھ سکتے تھے۔
 وہ میس و نوویا ٹینک ماسٹر۔ عمران نے پوچھا اس کے چہرے پر اب پھر ماحول کے ڈوگرے
 برس رہے تھے پیڑ و میکس کی روشنی چونکہ سامنے سے پڑ رہی تھی اس لئے عمران کا چہرہ صاف نظر آ رہا
 تھا۔

یہ جگہ خطرناک ہے۔ جولیانے کہا۔
 اس گھنے اور درندہ اور زہریلے حشرات الارض سے بھرے ہوتے جنگل میں کوئی ایسی جگہ ہے
 جسے آپ خطرے سے مل کر سکیں۔؟
 ہمیں سفر کرتے رہنا چاہیے۔ جولیانے کہا۔ آگے کہیں نہ کہیں ایسی جگہ ضرور مل جائے گی جو
 محفوظ ہو اور ہم وہاں بے خوف قیام کر سکیں۔
 کیا تم اپنے چوہے کے احکامات سے بھی انحراف کرو گی۔؟ عمران نے جوبیا کو گھورتے ہوئے کہا
 اور وہ گھبرا گئی۔

ایک... س... ایکسٹو۔ اس کے بول سے نکلا۔

ہاں ایکسٹو۔ اگر تم ذمے داری لیتی ہو تو ہم یہاں سے چل پڑتے ہیں۔ عمران نے ایک ایک لفظ

پر زور دیتے ہوئے کہا۔

میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ جو بیلے بے بسی سے کہا۔
 بس تو پھر وہی کرو جو تمہارے چوہے کی مرضی ہے۔
 اس کے علاوہ کچھ ایک صورت ہو سکتی ہے۔ تنویر نے کہا۔
 وہ کیا مائی ڈیر پیرین۔

تنویر۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں تصحیح کی۔ آئندہ میرا نام غلط لیا تو تمہارے حق میں اچھا
 نہیں ہوگا۔

محبور رہے۔ عمران نے شانے اچکا کر جواب دیا۔ میری یادداشت کمزور ہے اب بھلا کچھ کہ
 مجھے ان کا نام دفتر اولان کاٹا اور یاد آرہا ہے۔ اشارہ صفر سا اور خاور کی جانب تھا۔ وہ دونوں
 ہنس پڑے۔

عمران کی باتوں کا خیال مت کرو تنویر۔ خاور نے کہا۔ یہ عمران صاحب کی عادت ہے کہ ان
 کو نام غلط یاد آتے ہیں۔

میں یادداشت درست بھی کر سکتا ہوں۔ تنویر غرایا۔

پیاسے بھاتی بے حد ممنون احساں ہوں گا۔ عمران نے لجاجت سے کہا۔ یہ کم بخت یادداشت
 ہی مجھے دنیا بھر میں رسوا کراتی ہے۔

شٹ اپ۔ تنویر کی غراہٹ ابھری۔

اے... مم... میلر مارٹ فیل ہو جاتے گا۔ عمران ہسٹلا کر بولا ایسے تن... تنہیں چنیا کرو
 تم جالور ہو۔ تنویر بے بسی سے بولا۔

تت... تمہارا پاس ہوں۔

میں یہاں نہیں رکوں گا۔ تنویر غرایا اور گھوڑا موڑ دیا۔

انپا رسید ضرور بھیج دینا۔ عمران نے ہانک لگائی۔

تنویر رک جاؤ۔ خاور نے تنویر کے گھوڑے کی رگام پکڑتے ہوئے کہا۔

تم ہٹ جاؤ خاور میں یہاں اسامی کے ساتھ نہیں رک سکتا۔ تنویر نے کہا لہجہ ایسا ہی تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ رگام بت چھوڑنا میرا جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

اچھا بس۔ خاور نے کہا۔ غصہ تھوک دو۔

عمران صاحب آپ ایکسٹو کو کال کر کے احکامات لے لیتے۔ صفدر نے تجویز پیش کی۔

میں بھی ہی کہنا چاہتا تھا۔ تنویر بول پڑا۔

جیسے تم لوگوں کی مرضی۔ عمران نے کہا۔ جویا ادھر آؤ۔

میں تمہارے قریب ہی ہوں۔ جویا نے کہا۔

ایکسٹو کو کال کرو۔ عمران نے کہا۔

تم کیوں نہیں کرتے۔ جویا نے کہا۔ تم پارٹی لیڈر ہو۔

اب تم کو بتانا ہوں کال کرو۔ عمران نے کہا۔

تمہاری ذمہ داری پر۔ جویا نے کہا اور سٹریٹس کال کر فری کو ٹینیسی سیٹ کی اور ایکسٹو کو

کال کرنے لگی دوسری ہی کوشش میں جواب ملا تھا۔

ہیں ایکسٹو۔

جویا خباب عالی۔

کیتم لوگ وہاں پہنچ گئے جہاں میں نے پیغام چھوڑا تھا۔

بس سر ہم اسی جگہ موجود ہیں۔

ہر بھونک کر کھاتا اور آرام کرو۔ ایکسٹو کی آواز آئی۔

وہ... منج... جناب۔ جو یا ہر کلائی تھی۔

کوئی اور بات ہے کیا۔ ایکسٹو نے نرم لہجے میں پوچھا۔

منج... جی ہاں۔ جو یا نے ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا ایکسٹو سے ان سب ہی کی روح فنا ہوتی تھی اور اس کی مرضی کے خلاف کچھ بولتے وقت وہ ہانپنے لگتے تھے۔
کیا بات ہے کہو۔

ہمارے یہاں رکنا خطرناک ہے جناب۔ جو یا نے کہا۔

وہ کس وجہ سے۔؟

یہاں ایک واقعہ ہو چکا ہے جناب۔ جو یا نے کہا اور پیش آنے والے نیلے شعلے کے بارے میں ساری تفصیلات دہرائی جا چکی تھی۔

پھر اب کیا چاہتی ہو۔؟

سب لوگوں کا خیال ہے کہ قیام کسی اور جگہ کیا جائے۔ جو یا نے جلدی سے کہا اس نے سب کا نام لے کر اپنی گردن کو ذمے داری سے بچا یا تھا۔

ایسی دوسری جگہ ملنی اس وقت بہت مشکل ہوگی۔

مگر چیف یہ جگہ بھی محفوظ نہیں ہے۔

نیلے شعلے سے کسی کو نقصان تو نہیں پہنچانا۔؟

جی نہیں صرف ہر منٹ ہوا ہے۔

اچھا ٹھیک ہے۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔ تم لوگ اپنے راستے پر آگے بڑھتے رہو میں دیکھتا

ہوں کہ تمہارا قیام کہاں ہونا چاہیے۔

”شکر یہ جناب۔۔ جو لینے جلدی سے کہا۔
 ایک بات اور۔۔ اکیسٹونے کہا۔ عمران کہاں ہے۔؟
 ”وہ ہمارے پاس ہے جناب عالی۔۔“
 ”میں نے پارٹی لیڈر کسے بنایا تھا۔؟“
 ”ام۔۔۔ عمران کو۔۔ جو لینے ہکلا کر کہا۔
 ”پھر۔؟ اکیسٹو کی غراہٹ ابھری۔ کال تم نے کیسے کی۔؟
 ”وہ۔۔۔ نج۔۔۔ جناب۔۔۔ جو کیا کپکپاتے لہجے میں بولی۔
 ”ایسا لگتا ہے کہ تم کو عمران کا پارٹی لیڈر ہونا قبول نہیں ہے۔؟“
 ”یہ۔۔۔ یہ بات نہیں ہے جناب۔؟“

”پھر عمران نے کال کیوں نہیں کی۔؟“
 ”دراصل عمران صاحب کو کھانشیا رہی تھی۔۔ جو لیا جلدی سے کہہ گئی اور عمران کا دل چاہا کہ وہ
 بننا آواز میں قہقہے لگانے لگے یہ اس جو لیا کا حال تھا جو عمران کی حیثیت سے اس کا مضحکہ اڑاتی تھی اسے مارنے
 روڑتی تھی مگر اس کی نادریدہ شخصیت سے لرزیدہ بر اندام تھی۔
 ”شٹاپ۔۔ اکیسٹو کی غراہٹ ابھری۔ تم لوگ کسے اپنا لیڈر بنانا چاہتے ہو مجھے بتاؤ تاکہ
 کمان اسے ہی سونپ دی جاتے۔۔“

”جدا وہ۔۔۔۔۔ جو لیا کچھ نہ بول سکا نہ سب کو سنا نہ سونگھ گیا تھا اور وہ سب ہی اندرونی طور پر
 اکیسٹو کی دہشت سے کانپ رہے تھے۔۔“
 ”جلدی بولو۔۔ اکیسٹو کی آواز ابھری۔

”سر جو لیا کو حسب معمول کمان سونپ دیکتے۔۔“ رفتاً تنویر نے ٹرانسمیٹر کے قریب ہوتے

ہوتے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔

کیا تمہیں یقین ہے کہ جو بیا اس علاقے میں تمہیں لیڈ کرے گی۔؟

۔ وہ ہم سب میں ذہین ہے جناب۔۔۔ تنویر نے پھر کہا۔

۔ یہ کہہ کر تم اپنے آپ کو نا اہل ثابت کر رہے ہو۔۔۔ ایکسٹو غرایا۔ جبکہ میں تم سب کو ذہین اور

چالاک سمجھتا ہوں۔۔۔

۔ جو وہ۔۔۔۔۔ تنویر نے گھٹیر کر کہنا چاہا مگر ہٹلا کر رہ گیا۔

۔ کیا جو بیا کو لیڈ رہانے کے بعد تم لوگ مطمئن ہو جاؤ گے۔؟

۔ جی ہاں۔۔۔ تنویر نے کہا۔

۔ صفر خاور چوہان۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔ کیا تم سب لوگ اس پر متفق ہو۔؟

۔ جی نہیں۔۔۔ دفعتاً جو بیا بول پڑی۔

۔ کیا۔؟ ایکسٹو کی غراہٹ ابھری۔

۔ یہ صرف تنویر کا خیال ہے جناب۔۔۔ جولیانے جلدی سے کہا۔ ورنہ ہم لوگ عمران صاحب کی

سربراہی میں ٹھیک ہیں۔۔۔

۔ تنویر کو اختلاف کیوں ہے۔؟

۔ وہ۔۔۔ میرا مطلب ہے جناب عمران سے اس کی نہیں بنتی۔۔۔

۔ اپنے ذاتی اختلافات اپنی ذات تک ہی محدود رکھا کرو۔۔۔ ایکسٹو کی غراہٹ ابھری۔ فرض کی

راہ میں انہیں روڑا مت بنایا کرو۔۔۔

۔ جج۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ جو بیا اتنا ہی کہہ سکتی تھی۔

۔ ہاں مس جو بیا نافٹرز واٹر۔ ایکسٹو نے کہا۔ میں نے عمران کو اس لئے پارٹی لیڈ رہنایا ہے کہ وہ

اس علاقے میں ایک سے زیادہ مرتباً چکا ہے۔

۔ مم... مجھے علم ہے جناب۔ جو یانے کپکپاتے لہجے میں کہا۔

۔ وہ تم لوگوں کی دلداری علاقوں میں رہنمائی کر سکتا ہے اور دوسرے خطرات سے بھی بروقت خبردار

کر سکتا ہے۔

۔ ہم سے غلطی ہوئی تھی چیف۔ جو یانے کہا۔

۔ تنویر تم میری آواز سن رہے ہونا۔؟

۔ میں چیف۔ تنویر نے جلدی سے کہا۔

۔ آئندہ اگر کوئی شکایت سنیا تم نے عمران کے حکم سے سترابی کی تو یاد رکھو کسی دلدل ہی میں دفن

کر دیتے جاؤ گے سمجھے۔ ایکسٹوکا لہجہ ایسا ہی تھا کہ ان کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوتی

تھی۔ پورا جسم کپکپا کر رہ گیا تھا اور ذہن سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

۔ بب... بہتر جناب۔ تنویر خوفزدہ لہجے میں بولا۔

۔ آگے بڑھو تین چار فرلانگ کے فاصلے پر تم کو آگ کا شعلہ نظر آئے گا وہیں قیام کرو گے۔

ایکسٹوکا نے کہا۔ یہاں تمہاری غیافت کے لئے کچھ موجود ہے۔

پھر اس سے پہلے کہ جو لیا کچھ کہتی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ وہ سب چند لمحے سہمے ہوتے کھڑے

رہے پھر عمران کے لٹکارنے پر گھوڑے آگے بڑھ دیتے تھے۔ عمران جان بوجھ کر ان سب کے پیچھے رہا

تھا اس نے صفدر کو آگے کر دیا تھا۔

بلیک زیرونے ٹرانسمیٹر آف کیا اور آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھے موتو کو دیکھنے لگا جو آگ پر کسی چیز کو سینک رہا تھا۔ بلیک زیرونے اس سے دس قدم کے فاصلے پر ایک درخت کی آڑ میں رہ کر جو یا سے باتیں کی تھیں۔

موتو۔ ”بلیک زیرونے اس کے قریب جا کر کہا۔
 میں سر۔ ”موتو نے جلدی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
 کیا فوراً ہی تین چار مرغ اور پکڑ سکتے ہو۔؟
 تین چار مرغ۔ ”موتو نے دوہرایا۔ جہاں کیا دوسرے ساتھی اسی طرف آرہے ہیں۔؟
 ہاں۔ ”بلیک زیرونے اثبات میں سر ہلا دیا۔
 بہن ان کو نہیں ملا کیا۔؟
 وہ ضائع ہو گیا ہے۔ ”بلیک زیرونے کہا۔

نیلی روشنی کی وجہ سے ۔ ؟

ہاں مگر تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو ۔ ؟

یہ جنگل کے رہنے والوں کے لئے ایک غلاب ہے ۔

کیا مطلب ۔ ؟

یہ روشنی کبھی کبھی جنگلیوں کی بتی میں نظر آتی ہے اور وہاں تبہا ہی پچ کر غائب ہو جاتی ہے ۔

موتو نے بتایا ۔

کیا یہ روشنی جانداروں کو بھینم کر دیتی ہے ۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا ۔ حالانکہ اسے جویا نے ہرن کے

انجام سے آگاہ کر دیا تھا مگر اس طرح وہ موتو کی معلومات جاننا چاہتا تھا ۔

نومر ۔ موتو نے کہا ۔ جہاں یہ روشنی نظر آئی جنگلی بھاگنا شروع کر دیتے ہیں پھر روشنی کے

غائب ہونے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ درجنوں آدمی غائب ہیں ۔

جویا انھیں اغوا کر لیا جاتا ہے ۔ ؟

ایسا کبھی نہیں ہے سر ۔

پھر کیا بات ہے ۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا ۔ اور غائب ہونے والے کہاں چلے جاتے ہیں ۔

ایک بار یہ روشنی سیلر ڈونیو میں نظر آئی تھی ۔ موتو نے بتایا ۔ جب غائب ہوتی تو پتہ چلا کہ

درجنوں آدمی اور سنیکڑوں جانور گھل کر بدبو دار مادے میں تبدیل ہو چکے ہیں ۔

تو یہ نیلا شعلہ جانداروں کو گھلا دیتا ہے ۔ بلیک زیرو بڑبڑایا ۔

لیں سر ۔ موتو نے کہا ۔ سیلر ڈونیو میں ابن دن بڑا خوف دہرا ہے پھیلا تھا دوسرے دن جب

تھلے میں رپورٹیں درج ہوئیں تو پتہ چلا کہ درجن آدمی بھی غائب ہیں ۔

پھر تو جب بھی یہ روشنی نظر آئی ہوگی ۔

اس دن کے بعد سے روشنی کبھی اپنی نظر نہیں آئی۔۔۔ موتوں نے بلیک ڈیر کی بات کاٹ کر کہا۔
اب بلیک ڈیر سوچ میں ڈوب گیا۔

میں سرخ پکڑ لاقولہ سر؟
کتنی دیر لگے گی۔؟

دس پندرہ منٹ تو لگ ہی جائیں گے سر۔

ٹھیک ہے۔۔۔ بلیک ڈیر نے کہا وہ سوتے رہا تھا کہ غرنادہ دوسرے ممبروں کو یہاں تک پہنچنے میں کم از کم آدھا گھنٹہ ضرور لگ جاتے گا۔۔۔ موتوں دس ہی منٹ میں واپس آگیا تھا اس کے ہاتھ میں پانچ جنگلی مرغے رہے ہوتے تھے اور وہ اس کی گرفت میں بری طرح پھڑپھڑا رہے تھے۔
مام بن گیا سر۔۔۔ موتوں نے کہا۔ یہ پانچوں ایک ہی جھاڑی میں تھے آسانی سے قابو میں آگئے۔
ٹھیک ہے۔۔۔ بلیک ڈیر نے چاقو کھولتے ہوئے کہا ادا ایک ایک کر کے اس نے پانچوں جنگلی مرغوں کو ذبح کر دیا اور ان سب کو ایک کٹے ہوئے درخت کی جڑ پر ڈال دیا پھر چاقو صاف کیا اور جیب میں ڈال لیا۔

گوشت تیار ہے سر۔۔۔ موتوں نے کہا اس کی نگاہیں آگ کے الاؤ پر درخت کی موٹی کا شخ میں پڑتے ہوئے سرخ پر تھی جسے دو لکڑیوں کو زمین میں گاڑ کر ان میں اٹکا کر آگ پر لٹکایا ہوا تھا۔

آمار کر ٹھٹھٹ ہوئے دو میں ابھی آتا ہوں۔۔۔

بہتر سر۔۔۔ موتوں نے منہ ہاتھ میں سر ہلادیا اس نے بلیک ڈیر سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ بلیک ڈیر وایک درخت کے پاس بیٹھ کر رک گیا اور ٹرانسمیٹر نکال کر۔۔۔۔۔ عمران سے رابطہ ملنے لگا۔ موتوں سے اس کا فاصلہ آتا تھا کہ وہ یہاں ہوئے والی گفتگو نہیں سن سکتا تھا۔

۔ ہیو عمران ۔ ہیو عمران ۔ لا بطہ ملنے پر اس نے اکیٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ اکیٹو کے لہجے میں وہ صرف اس لئے بولا تھا کہ اگر کوئی ماتحت قریب ہو تو وہ کوئی شک نہ کر سکے اب جب عمران اسے کاشن دیتا تب ہی وہ کھل کر بات کرتا۔

۔ ہاں کالے صفراء کہو کیا بات ہے۔ عمران کی آواز آئی۔
 آپ کا اس روشخا کے بارے میں کیا خیال ہے جناب۔
 وہ لاسکی لہروں سے کنٹرول کیا جانے والا کوئی حربہ تھا کالے صفر۔ عمران کی آواز

آئی۔!

۔ میں اسے نہیں دیکھ سکا جناب صرف روشخا دیکھی تھی۔
 مجھے حیرت ہے کہ اس قسم کا کوئی حربہ یہاں موجود ہے اور اسے کنٹرول کرنے والوں کو ہماری بابت پوری معلومات ہیں۔

۔ یہ بھی تو ممکن ہے جناب کہ وہ اتفاقیہ وہاں موجود رہا ہو۔
 شاید۔ عمران کی آواز آئی۔ میں کسی بڑے خطرے کی بومحسوس کر رہا ہوں۔
 کوئی خاص بات جناب۔؟

۔ سیلٹر و نیویو میں مجھ پر حملہ ہوا تھا۔ عمران نے اپنے اوپر حملہ کرنے والے پیٹر اور اس کے ساتھی کبارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا جناب کہ وہ انہی کی طرف سے بھیجے ہوئے تھے۔
 اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ شگہی اور ٹی تقری بی کا نام کیوں لیتے۔

۔ اس سلسلے میں میرے پاس بھی ایک اطلاع ہے۔ بلیک زیرو نے کہا اور موتو سے ملنے والی اطلاع دوہرا چلا گیا۔

گو یا نیلا شعلہ جب بجی طاہر ہوا درخسوں آدمی غائب ہو گئے۔ ”عمران نے دوہرایا اور بلیک زیرو نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

موتو کی اطلاع یہی ہے جناب۔۔

بھرتواس کی نوعیت ذرا بدل جاتی ہے۔

آپ پر حملہ کی۔؟

”ہاں ہو سکتا ہے مجھ پر حملہ کرنے والوں نے وہ نام کسی اور مقصد سے لئے ہوں۔“

وجہ جو کچھ بھی رہی ہو جناب مگر مجھے لگتا ہے، یہاں کوئی غیر قانونی کام بہت بُرے پیمانے پر

کیا جارہا ہے اور اس کے لئے انہیں آدمیوں کی ضرورت رہتی ہے۔“

ویرگیٹ۔۔ عمران نے کہا۔ تم صبح نیتے پر بیٹھے ہو نیلے شعلے کا ظہور صرف لوگوں کو خوفزدہ کرنے

کے لئے ہوتا ہے تاکہ وہ ان کی بدحواسی سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اور خیاب اسکی بدحواسی میں وہ اپنے مطلب کے آدھی گھیرے جاتے ہیں۔۔

بالکل ٹھیک۔ ”عمران نے کہا۔ ایک بار پہلے بھی ہم ایسا ڈرامہ دیکھ چکے ہیں۔“

آپ کا اشارہ گھوڑے کی جانب ہے جناب۔ ؟

ہاں۔۔۔۔۔ سیلیمان کے گھوڑے والے انسٹنٹ کی جانب اس کا بھی یہی کام تھا جیسے ہی

اس کے تعاقب میں آنے والے ایک خاص مقام تک پہنچتے تھے تاکہ میں لگے ہوئے لوگ ان پر ٹوٹ پڑتے

تھے اور وہ زمین دوز دنیا میں بہنچا دیئے جاتے تھے۔ «

تو کیا ہمارا بھی زمین دوز دنیا سے سابقہ ہے جناب۔؟

نہیں۔۔۔ عمران نے کہا۔ ہم کسی معاملے میں نہیں الجھیں گے مطلوبہ چیز جیسے ہی ہاتھ لگی واپسی

ہو جاتے گی۔»

وہ تنویر کا کیا قصہ تھا۔؟ جناب۔؟

جویل نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ قیام کسی اور جگہ کیا جاتے۔؟

نیلے شعلے کے ظہور کی وجہ سے۔؟

ہاں میرے انکار پر تنویر نے کہا تھا بات طبرہ رہی تھی کہ صندرنے ایکسٹوکو کال کرنے کی تجویز رکھی اور

میں نے جو لیا کو کال کے لئے کہہ دیا۔۔

میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا تھا جناب۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ کیا میں نے ان لوگوں کے ساتھ

رویہ صحیح رکھا۔؟

کچھ اور کسنا تھا۔۔

بہت بدھی جناب۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ ہاں اب اس نیلے شعلے کے بارے میں کیا حکم ہے اگر

وہ نظر آتے تو۔؟

اس کی جھلسانے والی حد سے دور رہ کر اس کا جلتا رہ لینا اور بس۔۔

اگر اس کے پیچھے کچھ اور لوگ ہوں تو۔؟

ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

بہتر جناب۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اب تک ہمیں کوئی دوسری پارٹی نہیں ٹکراتی تہہ نہیں وہ

کس طرف ہوں گے۔۔

جہاں بھی ہوں گے ٹکراؤ جلد ہی ہو جائے گا۔۔ عمران نے کہا۔ تم پوری طرح سے ہوشیار رہو

گے سمجھ گئے۔۔

بس سہ سمجھ گیا۔۔

نہیں سمجھے۔۔ عمران نے کہا۔ میلر اشارہ نیلے شعلے اور موتوں دونوں کی جانب ہے۔۔

۔ آپ اب تک اس کی جانب سے مطمئن نہیں ہیں جناب ۔۔

۔ میں اپنی ہی جانب سے مطمئن نہیں ہوں کالے صفر ۔۔ عمران نے کہا۔ تم ایک ایسے راز کے آئین ہو جس کے افشاں ہونے پر ملک ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہوگا ۔

۔ آپ کا مطلب یہ ہے جناب کہ موت وہ نہیں ہے جو خود کو ظاہر کر رہا ہے ۔؟

۔ ہاں وہ یقینی طور پر انہی کا ساتھی ہے جو نیلے شعلے کو کنٹرول کر رہے ہیں ۔

۔ مگر جناب ۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اگر وہ یہاں ملا ہوتا یا سیلر ڈونیو میں اس نے رابطہ قائم کیا ہوتا تب تو شبہ کیا جاسکتا تھا ۔

۔ اور اسی لئے وہ تمہیں ان دونوں جگہوں پر نہیں ملا ۔

۔ پھر ہمیں یہ ماننا پڑے گا جناب کہ "نیلے شعلے" کی پشت پر ۔

۔ بس نام لینے کی ضرورت نہیں ۔۔ عمران نے بات کاٹ کر کہا۔ موت تمہاری شخصیت سے کس

حد تک آگاہ ہے ۔؟

۔ صرف اس حد تک کہ میں آپ لوگوں کا ساتھی ہوں اور حفاظت کے خیال سے آپ سب سے

الگ تھلگ رہ کر سفر کر رہا ہوں ۔

۔ کال کرتے وقت وہ کہاں ہوتا ہے ۔؟

۔ اس وقت بھی وہ مجھے آگ کے پاس بیٹھا نظر آ رہا ہے ۔

۔ ٹھیک ہے ۔۔ عمران نے کہا۔ اس پر پوری طرح سے نظر رکھو اور جیسے ہی اس بات کا ثبوت

ملے کہ وہ تمہاری ایکسٹروالی حیثیت سے آگاہ ہو چکا ہے اس کا پتہ صاف کر دو ۔

۔ ایسا ہی ہو گا جناب ۔

۔ ہم لوگ چند گھنٹے رکنے کے بعد دوبارہ چل پڑیں گے ۔

کیا رات میں سہوٹھیک رہے گا۔؟

رات دن کا خیال دل سے نکال دو کالے سفر۔۔ عمران نے کہا۔ دشمن چاروں اطراف سے ہماری مطلوبہ شے کی تاک میں ہے اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچے ہمیں وہاں پہنچ کر اسے حاصل کر لینا ہے۔۔

مگر وہ لوگ تو دوسری سمت گتے ہیں۔
جلد ہی وہ اسی طرف آجائیں گے۔۔ عمران نے کہا۔ بس ایک بار انہیں یہ علم ہو جانا چاہیے کہ ہم کس طرف سفر کر رہے ہیں۔۔

گویا وہ ہمارا تعاقب کریں گے۔؟
تعاقب کرنے کی ضرورت اس وقت تک رہے گی جب تک ان کو سمت کا اندازہ نہیں ہو جاتا۔
عمران نے کہا۔ اس کے بعد وہ خود دوڑ لیں گے۔۔

پھر تو ہمیں زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔
یقیناً۔۔ عمران نے کہا۔

میں نے یہاں پانچ مرغ حلال کر کے رکھ دیئے ہیں۔
انہیں بھوننے میں وقت ضائع ہو گا مگر خیر۔
میں آگے جاتا ہوں جناب۔۔ بلیک ڈیرو نے کہا۔ میں نے نقشہ دیکھا ہے ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد ہمیں ایک ندی عبور کرنی ہوگی۔

تو اب اس ندی کو عبور کر نیچے بعد ہم وہاں پہنچ جائیں گے جہاں نقشے میں دائرہ نمبر ایک

بنا ہوا ہے۔۔

جی ہاں اسی دائرے میں آدم خودوں کی تین بستیاں ہیں۔۔ بلیک ڈیرو نے کہا۔ اس کے بعد ہی

دائرہ نمبر دو شروع ہوگا۔

تم موتو سے ان تینوں بستیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔
اگر وہ دشمنوں کا آدمی ہے جناب تو ان بستیوں کی بابت پوچھ گچھ اسے ہمارے سفر کے راستے
سے آگاہ کر دے گی۔

اب تک وہ آگاہ نہیں ہوا تو ندی عبور کرنے کے بعد اس سے آگاہ ہو جائے گا لہذا اس
پوچھ گچھ سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔
بہتر ہے میں معلوم کر لیتا ہوں۔

یہ بھی کہ کیا وہ دائرہ نمبر دو میں آنے والے دلدلی علاقوں سے بھی گزر رہا ہے۔ گزرا ہے تو
کس راستے سے۔؟

میں سمجھ گیا جناب۔ بلیک نیرونے کہا میں اس سے ساری معلومات حاصل کروں گا مگر ایک
سوال آپ سے پوچھنا ہے۔
جلدی ہو۔

آپ نے دو مرتبہ ان اطراف کا سفر کیا ہے۔ بلیک نیرونے کہا۔ کیا یہ راستہ وہی نہیں ہے۔؟
نہیں اس راستے سے ہم کبھی نہیں گزرے۔ ایک بار تنزانیہ کے راستے سے گتے تھے اور دوسرے
مرتبہ پہاڑی علاقے تک کاٹیروں سے سفر کیا تھا۔

بس ٹھیک ہے جناب اور میرے لئے مزید کوئی حکم۔

صرف قنطرہ ہوا میں طویل موتو کی جانب سے۔ عمران کی آواز آئی اور رابطہ منقطع کر دیا گیا
اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور موتو کی طرف پلٹ پڑا۔ اس نے موتو کے ساتھ مل کر جنگلی مرغ کا حنفایا کیا تھا
پھو چلا پھرے تھے۔

میرے خیال سے ہمیں کافی پی لینی چاہیے تھی سر۔ موتو نے کہا۔
کچھ آگے جا کر۔ بلیک زیرو نے کہا۔ میرے ساتھی پہننے والے ہوں گے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ

مجھے دیکھ لیں۔

جیسے آپ کی مرضی۔ موتو نے کہا۔ اب کچھ دیر بعد ہریے کٹیروں کے غول ہم پر حملہ آور ہونے والے
ہیں سر کیا میں مشعل جلاؤں۔؟

نہیں۔ بلیک زیرو نے کہا۔ مشعل کی روشنی ہمیں دوسروں کی نگاہوں میں لے آئے گی۔
مشعل نہ جلائے پر نہ ہریے بھڑ اور دوسرے کٹیروں ہمیں نقصان پہنچائیں گے سر اور صبح یہاں
ہمارے سوچے ہوئے مردہ جسم پڑے ہوں گے۔
اتن کا انتظام ہے۔ بلیک زیرو نے کہا اور اپنے شانے پر لٹکے ہوئے چھوٹے سے بیگ سے ایک
چھوٹی سی شیشی نکالی جس کے منہ پر سپرے لگا ہوا تھا پھر اس نے نوزل کارخ اپنی طرف کر کے اسے پیش
کر دیا فوراً ہی کسی قسم کے سیال کی بو چھار بلیک زیرو کے جسم پر پڑی تھی پھر اس نے یہی عمل موتو کے ساتھ
کیا تھا۔

اس سے کیا ہو گا سر۔؟

اب کوئی کٹیڑا ہمارے نزدیک نہیں آئے گا۔
مگر اس میں کسی قسم کی بو نہیں ہے سر پھر کٹیروں کیسے بھاگیں گے۔؟
بس دیکھتے رہو۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اب وہ اسے کیسے بتاتا کہ اس سیال میں ہی ایسی لہریاں
پوشیدہ ہیں جو کٹیروں کو ان کے نزدیک نہیں آنے دیں گی۔ دراصل اس شیشی میں دو قسم کے سیال تھے
جب بلیک زیرو نے اس کو لپٹ لیا تو دونوں ایک ساتھ نوزل سے نکلے تھے اور ان کے ملنے سے ایسا
کیمیائی عمل ہوا تھا کہ جس کے نتیجے میں انڈیکی برقی لہریں پیدا ہو کر اس پاس پھیلنے لگی تھیں اور یہ برقی

ہر ایک ٹرے مکوڑوں کو اسی طرح ایک ٹرک شاک پہنچاتیں جیسے کسی انسان کو زنگ تار پھولے سے لگتا ہے۔

وہ چلتے رہے بلیک زیرو عمران کی کہی ہوئی باتوں پر غور کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر موتو در حقیقت ان ہی کی ٹوہ میں تھا اور کسی سازش کے تحت اس سے مل بیٹھا ہے تو اس سے تینوں بستیوں کے بارے میں کس طرح پوچھا جاتے؟

ایسا نہ ہو کہ وہ اصل راستے سے آگاہی ہونیکے بعد انھیں بھٹکا دے یا یہاں آدم خودوں کی بستی میں لے جا کر جھوٹک دے۔

وہ تنہا آدمی تھا بڑی آسانی سے آدم خودوں کی نگاہوں سے بچ سکتا تھا جبکہ ان کے لئے مصیبت کھڑی ہو جاتی۔

بلیک وہ چٹک پڑا۔

دور کہیں سے گھوڑوں کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دی تھیں درجنوں گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں۔

سر... سر... موتو نے بے جتنی سے کہا۔ آپ کے ساتھ خطرے میں ہیں۔

وہ کیسے؟ بلیک زیرو نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی سمت معلوم کرنے کی کوشش کرتے

ہوئے پوچھا۔

یہ آوازیں آدم خودوں کی ہیں اور۔

میں سن رہا ہوں۔ بلیک زیرو نے گھوڑا موڑتے ہوئے کہا۔ اور اسی سمت سے آ رہی ہیں

میں طرف ہم مرغ پھوڑ کر آتے ہیں۔

یس سر۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا۔ موتو نے اسی کے ساتھ گھوڑا دوڑاتے ہوئے

کہا۔!

بلیک دیرو لے ایک ہاتھ سے گھوڑے کی باگ پکڑی اور دوسرے سے ٹرانسمیٹر

نکالنے لگا۔

گھوڑے تیزی سے دوڑ رہے تھے۔

پیشوا الملک عثمانی
عقلمندی
محمد عباد علی

جگل کا سناٹا اسٹین گنوں کے قبیلوں سے مجروح ہوا تھا اور تاریکی کی دبیز چادر میں ایک کے پیچھے ایک شعلہ لپک رہا تھا۔ آگ کی سرخ دھار تاریکی کی چادر میں شگاف ڈال رہی تھی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازاں کواپنے چادروں جانب سے سنائی دے رہی تھی خطرناک نہر میں بجھے ہوئے تیران کے سروں پر سے سنسنائے ہوئے گزر کر درختوں کے تنوں کو چھید رہے تھے۔ اگر وہ زمین بوس نہ ہوتے تو اب تک ان میں سے کئی کم ہوجکے تھے۔

اس طرح تو ہم ساری رات میں بھی ان سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے کرنل۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔
 سمجھ میں نہیں آتا کہ ان میں سے کوئی ملا بھی ہے یا نہیں۔ کرنل بڑبڑایا۔
 روشنی کے ہم پینکوں۔؟ سارجنٹ نے کہا اور مٹر کر اسٹین گن سے ایک برسٹ سامنے کی طرف جھونک دیا۔

بے کار ہے۔ کرنل نے کہا۔ ان سے کہو ایمونیشن برباد نہ کریں۔

فلترنگ بند کرو۔۔۔ لیفٹیننٹ نے روسی زبان میں چلا کر کہا اور چند لمحے بعد وہاں سناٹا پھیل گیا۔ سناٹا اس لحاظ سے پھیل گیا کہ اسٹین گنوں کا شور ختم ہو گیا تھا ورنہ گھوڑوں کے دوڑنے کی آوازیں تو اب بھی سنائی دے رہی تھیں۔

اب کیا کرنا ہے کرنل؟ لیفٹیننٹ نے پوچھا۔
 ہمیں درختوں پر چڑھنا ہوگا۔ کرنل نے فیصلہ کن ہجے میں کہا۔
 درختوں پر... وہ کیوں سر؟ سارجنٹ نے پوچھا۔
 ان آدم خور ریٹائڈ سنوں سے مقابلہ کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔
 اوپر سے فلترنگ کی جاتے گی سر؟ لیفٹیننٹ نے پوچھا۔
 نہیں ادھر چڑھنے کے بعد ہم روشنی کے بم پھینک کر ان لوگوں کی پوزیشن معلوم کر کے پھر حملہ کریں گے۔

میں آپ کا مطلب سمجھ گیا سر۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔ یہی بہتر ہے کہ زمین پر نہ ہوں ورنہ روشنی کے بم ٹپنے کے بعد ہم بھی اسی طرح ان کے نشانے کی زد پر ہوں گے جس طرح سے وہ ہمارے زور پر آجائیں گے۔

وقت مدت ضائع کرو۔ کرنل نے کہا ان سے کہو کہ قریب ترین درختوں پر چڑھ جائیں اور تپوں میں خود کو چھپالیں۔

درختوں پر۔۔۔ سارجنٹ نے روسی زبان میں چیخ کر کرنل کے حکم کو دہرایا اور وہ بٹری تیزی سے درختوں کی طرف بڑھنے لگے۔

ہم میرے ساتھ ہو گے لیفٹیننٹ۔ کرنل نے کہا۔

ہیں کرنل۔ لیفٹیننٹ نے کہا اور وہ کرنل کے تعاقب میں قریب ترین درخت کی

درف بڑھنے لگا۔ پانچ منٹ بعد کرنل اور اس کے چھ ساتھی مختلف درختوں پر چڑھ چکے تھے اور تپوں
نے ان کو چھپا لیا تھا۔

بیم کھینکوں کرنل۔ "یفینٹ نے پوچھا۔

ہاں داتیں باتیں رویم کھینکو۔"

او کے کرنل سر۔ "یفینٹ نے کہا پھر اس نے کمر پہ بندھی ہوئی کٹ سے دو دستی بم
نکالے بظاہر دستی بموں کا طرح نظر آنے والے یہ بم روشنی کے ہلکے سے دھماکے والے بم تھے۔
ادہ جلدی کرو۔ کرنل نے کہا۔

ابھی لیجئے سر۔ "یفینٹ نے کہا اور بموں کے سیفیٹ پن نکال کر داتیں باتیں اچھا ل دیا۔
فضا میں دو ہلکے ہلکے دھماکے ہوئے اور ایسا ہی لگا جیسے سوگن کی حد میں دن سا نکل آیا ہوا تھی
ہماتیر روشنی پھولی تھی ان بموں سے انھوں نے بغور دیکھا بہت دور درختوں کی آڑ میں کچھ لوگ
نظر آتے تھے۔

ان کے جسموں پر سواتے تنگ کٹ کے اور کچھ نہیں تھا سروں پر سروں والے ٹوپی نما ہیٹ
تھے اور چہرے پر رنگین دھاریاں تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں کمانیں تھیں تو کچھ کے ہاتھوں میں نیزے
تھے۔ ایک لمحہ اور پھر وہاں تاریکی چھا گئی۔

فاتر۔ "کرنل نے یفینٹ سے کہا۔

اس طرح تو ہم خود مارے جاتیں گے کرنل۔ "یفینٹ نے کہا۔

وہ کیسے؟

جیسے ہی ہم فاطر کریں گے وہ اس بات سے آگاہ ہو جائیں گے کہ ہم زمین کی بجائے

درختوں پر چڑھے ہوئے ہیں۔"

۔ اس سے کیا ہوگا۔ ؟

۔ وہ آسانی سے ہمیں مار لیں گے۔۔ یفینٹ نے کہا۔۔ مین پر لو ان کے تیروں سے پکے رہے تھے مگر درختوں پر پینا شکل ہو گا سر۔۔

۔ بیوقوف فاسر کرو۔۔ کرنل نے کہا۔ اور جس طرف آدم خودوں کا جھگڑا دیکھا تھا اسی جانب اسٹین گن کا رخ کر کے ٹرائیگر کھینچ دیا۔

۔ فاسر۔۔ یفینٹ نے بھی چلا کر کہا اور اپنی اسٹین گن کا ٹرائیگر بھی دبا دیا اس بار انھوں نے بہت سی چیخیں سنیں تھیں۔

۔ وہ مالا۔۔ کرنل کے منہ سے نکلا۔

۔ پس کرنل۔۔ یفینٹ نے کہا اس بار ہم نے بہت سے مار گرائے ہیں۔۔

۔ اے۔۔ کرنل روسا میں چلایا نیچے اترنا اور فاسرنگ کرتے ہوتے آگے بڑھتے چلے جاؤ

دائیں بائیں۔۔

۔ پس کرنل۔۔ کسی نے کہا تھا۔

۔ آؤ ہم بھی اتریں۔۔ کرنل نے کہا اور وہ بھی درخت سے کود گیا۔ یفینٹ اس کے ساتھ

تھا۔ دونوں سامنے کی طرف فاسر کرتے ہوئے جھک کر دوڑنے لگے۔

۔ بائیں طرف نال گھاؤ۔۔ کرنل نے خود دائیں طرف نال گھاتے ہوئے کہا جیسے ہی انھوں نے

نالیں گھاتیں تین چار درد و کرب میں ڈوبی ہوئی وحشیانہ چیخیں ابھریں اور ایسا لگا جیسے کچھ

لوگ دوڑ پڑے ہوں۔۔

۔ شاباش۔۔ کرنل چلایا۔ اب یہ لوگ بھاگنے ہی ولے ہیں۔۔

کرنل۔ کرنل۔۔ دفعتاً اس نے یفینٹ کی چیخیں سنیں وہ اسے پکار رہا تھا۔

کہا ہوا۔ یہ کرنل چلایا تھا پھر وہ رک کر بیٹنا ہی چاہتا تھا کہ ایسا لگا جیسے اس پر کچھ لگا ہو۔
وہ ایک ٹھکے سے اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔ سنبھلنے کی کوشش کی تھی کہ جھٹکا لگا اوندھے پھر گر پڑا نہ صرف
گرا بلکہ اس مرتبہ وہ فضا میں بھی بلند ہو گیا اس کے پیروں نے زمین چھوڑ دی تھی۔

اود۔ اود۔ یہ کرنل کے منہ سے نکلا اب وہ اپنے اوپر گرنے والی شے کو سمجھ گیا تھا اس پر
جال گلیا گیا تھا۔

یقیناً اس کے دوسرے ساتھیوں کا بھی ایسا ہی حشر ہوا ہوگا۔ اس نے اسٹین گن کے لئے ہاتھ
پیر چلانے چاہے مگر وہ تو بری طرح جال میں الجھا ہوا تھا ہاتھ اود پیر بندھ کر رہ گئے تھے۔
لیفٹیننٹ۔ لیفٹیننٹ۔ وہ زور زور سے پکارنے لگا۔
یس کرنل۔ یہ قریب سے ہی لیفٹیننٹ کی آواز آئی۔

میں جال میں پھنسا ہوا ہوں تم کہاں ہو۔ ؟

زمین اور آسمان کے درمیان کرنل سر۔ یہ لیفٹیننٹ کی آواز آئی۔

یہ سو رہت چالاک ہیں۔ یہ کرنل غرایا تھا وہ پوری جدوجہد کر رہا تھا کہ کسی طرح سے اس
کا ایک ہاتھ ٹپٹی میں لگے خنجر تک پہنچ جائے۔ مگر ناکامی مقدر نہی ہوئی تھی۔
ملیر خیال ہے کرنل سب پھنس گئے ہیں۔ یہ لیفٹیننٹ کی آواز آئی۔

ہاں ایسا ہی لگتا ہے۔ کرنل نے کہا اور چانک اس کی آواز گھٹ گئی وہ بڑی تیزی سے نیچے
گرا تھا کولہوں کے بل گرا تھا اس لئے زیر دست چوٹ لگی تھی اور وہ فوزی اٹھ بیٹھنے میں کامیاب
نہیں ہو سکا تھا۔

پھر کئی آدمی اس پر پل پڑے اور اسے اسی جال میں کسی بندل کی طرح پسیٹ دیا گیا۔ پھر کرنل
نے محسوس کیا کہ اسے کسی گھوڑوں پر ڈال دیا گیا ہے وہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے اندازہ لگا سکتا

تھا کہ آدم خوران کو میکرو چل پڑے ہیں۔

ایک گھنٹے کے سفر کے بعد کرنل کو پوری کی طرح گھوڑے سے گرا دیا گیا۔ اس بار وہ سر کے بل گرا تھا اس لئے اس کے منہ سے کراہ نکلی اور ذہن تاریک ہو گیا۔ دوبارہ جب ہوش کی دنیا میں آیا تو وہ ایک ستون سے بندھا ہوا تھا۔

اس کے ہاتھ پیروں کو ستون کے پیچھے لے جا کر باندھا گیا تھا اس پاس بڑی بڑی مشعلیں روشن تھیں وہ جس جگہ بندھے ہوئے تھے یہ ایک تیس چالیس گز لمبا چوڑا میدان تھا۔

شکر ہے کہ آپ کو ہوش آگیا۔ یہ یقیناً کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

ہم کہاں ہیں۔؟ کرنل کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

شاید آدم خوروں کی بستی ہیں۔ یہ یقیناً نے کہا۔

شاید نہیں یقیناً۔ کرنل نے کہا۔ مگر وہ سب ہیں کہاں۔؟

ہم لوگوں کو باندھ کر وہ بستی میں چلے گئے ہیں۔ یہ یقیناً نے بتایا۔

بستی میرے خیال میں سامنے ہے۔؟ کرنل نے ساٹھ ستر گز دور نظر آنے والی روشنیوں کی

جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں وہی بستی ہے کرنل۔

ہمارا سامان کہاں ہے۔؟

یہ لوگ سب کچھ لے آتے ہیں۔؟

مگر وہ سب ہے کہاں۔؟

ہمارے پیچھے آگ کا دوسرا لاق ہے۔

دوسرا لاق۔؟ کرنل نے کہا۔

۔ میں کرنل وہیں پر ہمارا سارا سامان رکھا ہوا ہے۔“

ہاتھ کھولنے کی کوشش کرو۔ کرنل نے اپنے ہاتھوں کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔
مشکل ہے کرنل سر۔۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔ وہ بہت مضبوطی سے باندھ کر گئے ہیں میں کافی
دیر سے کوشش کر رہا ہوں۔“

”اور کام رہے۔؟ کرنل نے پوچھا۔

”بیس سر۔“

”کیا تمہاری ٹی میں خبر نہیں ہے۔“

۔ ہے سر مگر میاں ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ رہا۔“

”پھر۔؟ کرنل نے پوچھا۔ کیا اسی طرح بے بسی سے کھڑے رہ کر ان آدم خودوں کے لئے

لقمہ تر بننا چاہتے ہو۔؟

۔ ایک امید ہے سر۔“ لیفٹیننٹ نے کہا۔

۔ وہ کیا۔؟

۔ ہم صرف جیوہاں ہیں۔“

۔ کیا مطلب۔؟ کرنل چونکا تھا۔

۔ ہمارا ساتواں ساتھی شاید ان کے ہاتھ نہیں لگا۔“

۔ کون۔ کون ہاتھ نہیں لگا۔؟

۔ رونالڈ سر۔“

۔ یقیناً سب یہاں ہیں۔“؟

۔ آپ ستون کے گرد گھوم کر سب کو دیکھ سکتے ہیں۔“

ادہ ہو۔ کرنل کے منہ سے نکلا اور اس نے گھوم کر دیکھا اسی کی طرح لکڑی کے موٹے موٹے ستونوں سے اس کے بقیہ چاروں ساتھ بندھے ہوئے تھے مگر ان کے چہروں پر خوف یا مایوسی نہیں تھی۔ الاؤ سے سے اٹھنے والے شعلوں کی زد دسرخ روشنی میں وہ کرنل کو گھور رہے تھے۔

شاید رونا لٹہ ہماری مدد کرے۔

اسے آنا ہی ہوگا۔ کرنل نے کہا۔ بشرطیکہ وہ زندہ ہو۔

زندہ تو وہ ہے۔

کیسے کہہ سکتے ہو یقیناً۔؟

جب مجھ پر جاں گرا ہے تو رونا لٹہ نے چاقو سے اسے کاٹنے کی کوشش کی تھی مگر پیر وہ آدم خوردہ کے قریب آنے پر بھاگ نکلا تھا۔

وہ لوگ شاید صبح کا انتظار کریں گے۔ کرنل نے کہا۔

آپ کا خیال صحیح ہے کرنل سر۔

بتم لوگ بھی کوشش کرتے رہو۔ کرنل دور سے چلایا۔ اس طرح چیپ چاپ کھڑے رہ کر

حق نظر آؤ۔

ہم بلبر کوشش کر رہے ہیں کرنل۔ کئی نے چیخ کر جواب دیا تھا۔

ہاتھ نہیں کھلتے تو ان ستونوں کو اکھاڑنے کی کوشش کرو۔ کرنل نے اپنے ہاتھوں کو

زور زور سے جنبش دیتے ہوئے کہا اور پھیر اس کا دل دھوکا اٹھا اسے ایسا ہی لگتا جیسے

ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسی کے بل ڈھیلے ہو گئے ہوں۔

ستون بہت مضبوطی سے گڑے ہوئے ہیں سر۔ سارے جنٹ نے چلا کر کہا۔

بلیر ستون ہل رہا ہے۔ کسی اور نے کہا تھا۔

شباباش کو شش کتے جاؤ۔ کرنل نے کہا اور خود دیوانہ دار ہاتھوں کو جنبش دینے لگا۔
 ادھیلے لگے جیسے ایک بلا ہاتھوں سے اتر گیا ہوا اس نے بڑی تیزی سے بقیہ بلوں کو ہاتھوں سے
 جدا کیا اور ہاتھ اکٹا کر کے پٹلی پر ہاتھ ٹالا مگر وہاں تھا کیا۔ ؟ خالی خنجر کا غلاف ٹسکا ہوا تھا۔
 کرنل نے پھرتی سے پٹلی کھولی اور اس کے سرے کو دبا کر اسٹیل کا ایک بلیڈ نکالا اور پھرتی سے پیروں
 کدری کاٹ ڈالی۔

اب وہ آزاد تھا۔ وہ یونیٹ کی طرف بڑھا پانچ منٹ میں وہ سب آزاد تھے مگر یہ آزادی
 لمبوں کی تھی۔ اچانک بائیں طرف سے ایک نیزہ آیا اور کرنل کے بالوں کو جھوتا ہوا زمین میں پیوست
 ہو گیا۔ ریٹائرڈ آئینے آہنی تھے۔

دند سے کی واپسی، بلیک ہاؤس، بلیک پاور، اور مرڈر ایجنٹ
 کے بعد اسی سلسلے کا پانچواں ناول ہے

پرورد کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

سینہ الملک بک

جلدی کرو۔ کارٹر چلایا تھا۔
 اودہاں۔ یہ کارٹر کی آواز پر وہ چونکے تھے۔
 رذختوں کی آڑ لے لو۔ کارٹر نے چلا کر کہا۔
 مگر وہ میں کس طرف۔؟

اوپر دیکھو۔ اوپر۔ کارٹر نے چلا کر کہا۔
 مائی گاڈ۔ رذی کے منہ سے نکلا ان سب کی نگاہیں اوپر پہاڑی پر جمی ہوئی تھیں جہاں
 ایک سرے سے دوسرے سرے تک مشعلیں ہی مشعلیں نظر آرہی تھیں اور ان کا روشنی میں گھوڑوں
 پر سوار ریٹائڈین۔

ابھی ان کو بچے آنے میں بہت دیر لگے گی۔ کارٹر نے کہا۔
 کیا ہم کشتی پانی میں اتاریں۔؟ پار کرنے پوچھا۔

۔ نہیں پانی میں بھی وہ ہمارا تعاقب کریں گے۔۔

۔ وہ کیسے جناب۔؟

۔ پہاڑی پر دھکروہ ہمارے ساتھ چلتے رہیں گے اور جب ہم تھک جائیں گے یا دسیا پایاب ہوگا وہ ہمیں آلیں گے۔۔

۔ پھر کیا کیا جائے جناب۔۔

۔ مقابلہ کرنا پڑے گا۔۔ کارٹرنے کہا۔

۔ مگر وہ بہت زیادہ ہیں۔۔ پار کرنے کہا۔

۔ اگر جانیں بچانی ہیں تو ان کا مقابلہ کرنا ہی پڑے گا۔۔

۔ مگر۔۔ جمین نے کہا۔ آپ ان کے لڑنے کی ٹیکنیک سے واقف ہیں۔۔

۔ ہاں۔ وہ چاروں طرف سے آلیں گے۔۔ کارٹرنے کہا۔

۔ اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔۔ جمین نے کہا۔

۔ پھر کیا راستے دیتے ہو۔۔؟ کارٹرنے پوچھا۔

۔ ہمیں سر دست دریا ہی والا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔۔ جمین نے کہا۔ کم از کم فوری

طور پر تو ان سے بچ جائیں گے۔۔

۔ تم سب تھکے ہوتے ہو۔۔ کارٹرنے کہا اور کھانے کے بعد اب کسی میں بھی اتنی ہمت نہ ہوگی کہ

وہ کشتی کھینے کی مشقت کر سکے۔۔

۔ آپ کا خیال ٹھیک ہے جناب۔۔ پار کرنے کہا۔

۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ ہوش و ہواس ٹھکانے رکھ کر ان سے مقابلے کی منصوبہ بندی کی

جاتے۔۔ کارٹرنے کہا۔

وہ کس طرح جناب۔؟ جیمسن نے کہا۔

مجھے اس کی تربیت دی گئی ہے۔ کارٹرنے کہا۔ ہم سات آدمی ہیں اور سات سمتوں کو سینھا ل
سکتے ہیں۔

مگر سینکڑوں ریڈاڈین کے مقابلے میں ہم سات آدمی کیا کر سکیں گے۔ پار کرنے کہا۔ کیا وہ
ہمیں تیروں سے چھلنی نہیں کر ڈالیں گے۔؟

نہیں۔ کارٹرنے کہا۔ میلر منصوبہ ایسا ہے کہ میں اپنے سارے ساتھیوں کو کوئی گزند پہنچا
بغیر نکال لے جاؤں گا۔

وہ کس طرح مسٹر کارٹرن۔؟ رونکالے پوچھا۔

ہمارے پاس ڈائنامائٹ بھی ہے اور بارودی ننگیں بھی۔

ہاں اور میں نے ان کو لانے پر اعتراض بھی کیا تھا۔ پار کرنے کہا۔

مہیں یہ اندازہ کرنا ہو گا کہ وہ کس راہ سے آئیں گے۔ کارٹرنے کہا۔ کیونکہ پہاڑی سے

اترنے کا ایک ہی راستہ ہو گا۔

اگر یہ بات ہے تو ہم ان سے مقابلہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ پار کرنے کہا۔

بالکل کارٹرنس۔ جیمسن نے کہا۔ ان کا راستہ معلوم ہو جائے تو ہم وہاں بارودی ننگیں

پانچ منٹ میں بچھا سکتے ہیں۔

اندھیرے میں دیکھنے والی دوربینیں نکالو۔ کارٹرنے کہا۔ اور اپنے سامان کے تھیلے سے

اس نے دوربین نکال لی۔

میلر خیال ہے سر وہ دریا کے اسی حصے سے آئیں گے جس طرف سے ہم ساحل پر آتے تھے۔

جیمسن نے کہا۔

نہیں اس طرف سے وہ نیچے نہیں آسکیں گے۔“ کارٹرنے پہاڑی کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ پہاڑی کے اوپر اب مشعل بردار گھوڑوں سواروں کی تعداد گھٹنے لگی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ قطار در قطار پہاڑی کے سرے سے ہٹ رہے ہوں۔

”ہم سے ایک غلطی ہوگئی سر۔“ پارکرنے کہا۔

”وہ کیا۔؟ کارٹرنے پوچھا۔

”جیسے ہی تیر آیا تھا ہم کو چاہیے تھا ان پر حملہ کر دیتے۔“

”ہاں واقعی۔“ جمین نے کہا۔ ”سروہ لوگ اسٹین گنوں کی زد پر تھے کم از کم تیس چالیس

کو تو گولی ہی لیتے۔“

”خیال ہے تمہارا۔“ کارٹرنے کہا۔ ”جنگل کی ہر چیز دھوکہ دیتی ہے یہ پہاڑی اتنی نیچی نہیں

ہے جتنی نظر آرہی ہے۔“

”وہ آخری گھوڑا بھی غائب ہو گیا مسٹر کارٹر۔“ روزی نے کہا۔

کارٹرنے اوپر دیکھا اب وہاں تائی کی تھی۔ وہ اندھیرے میں دیکھنے والی دوربین سے اطراف

کا جائزہ لے رہا تھا۔

”اس طرف تو کوئی ایسی راہ نظر نہیں آتی سر جس سے وہ اتر کر اس طرف کو آسکیں۔“ پارک

نے کہا۔

”پہاڑی جہاں ختم ہوتی ہے وہاں چند گز ڈھلوان کے بعد سارا حصہ سپاٹ ہے۔“ جمین

نے کہا۔ ”وہ اس طرف سے نہیں آسکیں گے۔“

”پھر لانا ان کو کسی دودھ دار راستے سے اس طرف آنا پڑے گا۔“ روزی نے کہا۔ اور

یہ ہمارے لئے اچھا موقع ہے۔“

ہاں اس موقع سے ہمیں فائدہ اٹھانا ہے۔ کارٹرنے کہا۔
آپ کا کیا انداز ہے سرف کس رخ سے آئیں گے۔؟ پار کرنے پوچھا۔

وہ بالکل سائنے سے آئیں گے۔ کارٹرنے کہا۔

ادھر سے۔؟ روزی نے دریا کے کنارے کے مخالف رخ اشارہ کر کے پوچھا۔

ہاں اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

پھر کیا بارودی سرنگیں بچا دی جاتیں۔؟ جمین نے پوچھا۔

سامان اٹھا کر چلو۔ کارٹرنے کہا۔

مم۔۔ مگر۔۔ پار کرنے کہا۔ اس طرح تو ہم چنیں جاتیں گے۔

میں ساحل کے قریب ہی رکتا چاہتا ہوں۔ کارٹرنے کہا۔ تاکہ کم از کم دوطرف سے

ہم محفوظ رہیں۔

ہمیں جلدی کرنی چاہیے۔ جمین نے کہا۔

بسٹر کارٹر کا خیال صحیح ہے۔ روزی نے کہا۔ یقیناً دوستوں میں بارودی سرنگیں بچا کر

ہم اپنا تحفظ کر سکیں گے۔

بس پھر ان لوگوں نے بڑی پھرتی سے سامان سمیٹا تھا اور ساحل کی طرف جہاں پہاڑی ختم

ہوتی تھی بڑھنا شروع کر دیا۔

بس رک جاؤ۔ پہاڑی سے کچھ پہلے درختوں کے ایک جھنڈ میں پہنچ کر کارٹرنے کہا یہاں

ہم مورچہ بندی کر سکیں گے۔

میں بارودی سرنگیں بچاتا ہوں سر۔ جمین نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ لیکن اس طرح بچانا کہ کسی بھی طرف سے آنے والے ان سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

یس سڑک جانتے ہیں میں اس کا ماہر ہوں۔ ہمیں لے کہا اور ایک تھیلہ کھولنے لگا پھر اس نے تھیلے میں سے دو بڑے پیکٹ نکالے اور سامنے کی سمت بڑھتا چلا گیا۔
 ہم لوگ ایسے درخت تلاش کرو عن کی آڑ لیکر سامنے سے آنے والوں پر فائرنگ کر سکو۔ کارٹر نے پارک سے کہا۔

سر کیا میں جمین کا ہاتھ بٹاؤں؟ روزی نے پوچھا۔
 نہیں جمین کیلے سرنگیں بچھا دے گا۔

اس سامنے والے درخت سے ہم چاروں طرف مار کر سکتے ہیں۔ پارک نے ایک درخت پر تار کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔ یہ ایک درخت نہیں تھا بلکہ... تین درخت تھے جن کے تنوں کے درمیان بمشکل اتنی جگہ تھی کہ ایک آدمی اس میں سے نکل کر دوسری جانب جاسکتا۔

بہت خوب پارک بہت خوب۔ کارٹر نے کہا۔ یہ درخت بہترین مورچہ رہے گا۔
 میں سرے کی طرف رہوں گا۔ پارک نے کہا۔

روزی تم دوسرے درخت کو سنبھال لو میں تیسرے اور سرے والے درخت پر رہوں گا۔
 کارٹر نے کہا۔ بقیہ تینوں آدمی ہم تنیوں کے ساتھ بٹ جائیں۔

یس سر۔ انھوں نے کہا تھا۔ بڑی تیزی سے انھوں نے اس درخت کے پیچھے مورچہ بندی کی تھی اور پھر وہاں اندھیرا چھایا پیر و میکس اور ٹارچ سب ہی بجھا دیتے گتے تھے اب ان کو ریڈائیٹوں کا انتظار تھا۔

ان کے دل دھڑک رہے تھے کارٹر کو چھوڑ کر ان سب کی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ وہ ریڈائیٹوں کے مقابلے پر کھڑے ہوتے تھے۔

ان لوگوں کی ہا ہو سے خوفزدہ مت ہونا۔ کارٹر نے چلا کر کہا۔

”نوسر۔ یہ کسی نے جواب دیا۔ موت یافتہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔“
 شاید وہ اسے ہیں۔؟ کارٹرنے کہا۔ دودھ بڑا کے دوش پر بہا رہی ہوتی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز
 انہیں سنائی دیتی تھیں۔

یہ آوازیں کبھی قریب آتی محسوس ہوتیں اور کبھی بہت دور لگنے لگتیں۔
 جمین ابھی نہیں آیا باس۔ ”روزی نے کارٹرنے کی طرف منہ کر کے کہا۔
 ”پارکر جمین کو آواز دو۔“ کارٹرنے پارکر سے کہا۔
 ”جمین۔ جمین۔“ پارکر نے تیز آواز میں پکارا تھا۔
 ”یس کمنگ۔“ دوسرے جمین کی آواز سنائی دی۔
 ”وہ آ رہا ہے باس۔“ پارکر نے پلٹ کر کہا۔
 ”اور دشمن بھی آپہنچا ہے۔“ کارٹرنے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنتے ہوئے کہا۔
 ”یس سیر۔“ پارکر نے ماتئی کی ٹاپوں کی آواز اب لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جا رہی تھی۔
 ”جمین۔“ کارٹرنے حلق پھاڑ کر دھاڑا۔
 ”یس سیر۔“ دفعتاً قریب سے ہی جمین کی آواز سنائی دی۔

”کیا رہا۔؟“

”کام صحیح ہو گیا باس اب وہ اسی وقت ہم تک پہنچ سکیں گے جب میں پچیس افراد کی قربانی
 دیدیگے۔“ جمین نے کارٹرنے کے پاس آکر بتلایا۔
 ”سنگین صحیح لگتا ہینا۔؟“

”یس باس۔ ذرا سی آہٹ یا دھمک سے وہ اڑ جائیں گی۔“
 ”تب پھر یقین رکھو ہم جیت جائیں گے۔“ کارٹرنے مطمئن ہجے میں کہا۔

میں نے بیس پچیس گز کی حدود کو کور کر لیا ہے باس۔

مجھے تم سے یہی امید تھی جمین۔ کارٹر نے کہا۔ اب تم اپنی اسٹین گن لو اور ہم سے آگے باتیں
سمت کسی درخت پر چڑھ جاؤ۔

میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا باس۔ جمین نے کہا۔

نہیں میں چاہتا ہوں کہ کم از کم ایک آدمی ہم سے الگ ضرور رہے۔

وہ کیوں باس؟

مکن ہے وہ ہم پر قابو پالیں۔ کارٹر نے اندیشہ ظاہر کیا ایسی صورت میں اگر تم آٹو ہو

تو ہماری مدد تو کر سکو گے نا؟

آپ کو اندیشہ ہے کہ... جمین نے کہنا چاہا۔

تصویر کے دونوں رخ دیکھنے چاہئیں۔ کارٹر بات کاٹ کر بولا۔ ہو سکتا ہے ہمارا بلا بھی بیکار

ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہم سب پکڑ لیتے جاتیں۔

ٹھیک ہے باس میں ایک جگہ چھپ جاتا ہوں۔ جمین نے کہا۔

نہیں چھپنا صرف درخت پر ہے کسی اور جگہ پر نہیں۔ کارٹر نے جلدی سے کہا اور جمین

نے ٹارچ جلا کر اپنی کٹ اٹھا کر کمر پیٹھی اور اسٹین گن ہاتھ میں لے کر درخت کی جانب بڑھا۔

جب تک میری سٹی کی آواز نہ سنو فائر مت کرنا۔ کارٹر نے جمین کو ہدایت کی۔

فائر تو میں اسی وقت کروں گا باس جب آپ کریں گے۔

تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا ہے۔ کارٹر نے غرا کر کہا۔ جب تک سٹی کی آواز نہ سنو تم خاموش

رہو گے خواہ صورت حال کیسی ہی کیوں نہ ہو۔

میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا باس۔

بیلر مطلب بالکل واضح ہے۔۔ کارٹر نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ریور رو رہو اب اگر تم نے فلٹرنگ کی تو ریور کیسے رہو گے۔؟

اب سمجھ میں آپ کا مطلب باس۔۔ جمین نے کہا پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بھی کہتا وقتاً فوقتاً فضا چاروں طرف سے آنے والی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سے گونجنے لگی۔ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے ہزاروں گھوڑے ان کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہوں۔

جلدی کرو دو دو۔۔ کارٹر جمین کو دھکا دیکر چلایا اور جمین دوڑتا چلا گیا اس نے اسٹین گن شانے پر ٹسکا تائی اور کارٹر وغیرہ کے محو چے والے درخت سے کافی دور ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔

اس نے ایسا درخت منتخب کیا تھا کہ دونوں میں سے کسی ایک فریق کی بھی گولی اسے نقصان نہ پہنچا سکے۔۔

ہوشیار۔۔ کارٹر غرایا تھا۔
ہم ہوشیار ہیں باس۔۔ پار کرنے کہا۔ مگر یہ آواز تو ہر طرف سے آ رہی ہے آخر وہ کس طرف سے آ رہے ہیں۔۔؟

یہ آدم خوب بے حد چالاک ہوتے ہیں مائی ڈیئر پارکر۔۔ کارٹر نے کہا۔ آئیں گے اگر داتیر سے تو دھوکہ باتیں کا دیں گے۔۔

تو کیا یہ آوازیں تقی ہیں۔؟ پارکر کا اشارہ سنائی دینے والی گھوڑوں کی ٹاپوں کی جانب تھا۔!

ہو سکتا ہے داتیر باتیں سے سنائی دینے والی آوازیں چند ایسے گھوڑوں کی ہوں جو صرف چار گز کے دائرے میں دوڑ رہے ہوں۔۔

اس سے فائدہ باس۔؟

دوسری پارٹی کو دھوکہ دینا۔

گویا وہ اپنے حملہ کی سمت چھپانا چاہتے ہیں۔؟

ہاں لیکن اس وقت میرے انداز سے کے مطابق وہ سامنے ہی سے آئیں گے۔

دریا اور پہاڑی کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہیں باس۔؟ پار کرنے پوچھا۔

ہاں۔ کارٹرنے کہا۔ اگر ان کو پہاڑی پر چڑھا ہوا نہ دیکھ لیتا تو اتنا صحیح اندازہ نہ

لگاتا۔

شاید وہ آپہنچے۔ پار کرنے کہا اور کارٹرنے بھی چونک پڑا اب سامنے سے سنائی دینے والی

آوازیں تیز ہو گئیں تھیں۔

اس نے اندھیرے میں دیکھنے والی دو دھن جواب اس کے گلے میں ٹک رہی تھی اٹھا کر

آنکھوں سے لگالی کافی دیر اسے کچھ سانس کچھ بیولے سے دکھائی دے رہے تھے مگر وہ یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ریڈ انڈین ہی ہوں گے کیونکہ وہ جنگلی پودے بھی ہو سکتے تھے۔

وہ نظر آ رہے ہیں باس۔ پار کرنے کہا۔

ہاں۔ کچھ دیر بعد کارٹرنے کہا۔ اب وہ مجھے نظر آ رہے ہیں۔

میرے خیال سے یہ بہت سارے ہیں۔ پار کرنے کہا۔

سو کے لگ بھگ ہوں گے۔ کارٹرنے کہا۔ پہاڑی پر دیکھ کر میں ہی اندازہ لگا سکتا

ہوں۔

فاتنگ شروع کر دیا باس۔؟ روزی نے پوچھا۔

جتک میں فاتنگ کروں خاموش رہو۔ کارٹرنے چلا کر کہا اور وہ سب چپ

ہو گئے۔ کارٹر سوچ رہا تھا کہ فاترنگ ای وقت صبح رہے گی جب وہ لوگ بارودی سرنگوں کے دھماکوں سے بوکھلاستے ہوتے ہوں ایسے میں ان کو کسی بات کا ہوش نہ رہے گا اور وہ آسان شکار ثابت ہوں گے۔

کہیں ہمیں فاترنگ شروع نہ کر دے۔؟ روزی نے اندیشہ ظاہر کیا۔
اب چپ رہو۔۔ کارٹر غرایا۔ ہوا اسی جانب جا رہی ہے ہماری معمولی سا سرگوشی بھی وہ لوگ سن لیں گے۔۔

دستی بم نکال لوں باس۔؟ کارٹر کیساتھ کھڑے ہوتے اسکے ایک ساتھی نے پوچھا۔
نہیں اگر ضرورت پڑی تو نکال لیں گے۔۔ کارٹر نے کہا اور اس نے ساتھ ہی وہ چونک پڑا
اب دو بین میں وہ اتنے ڈبرے نظر آ رہے تھے کہ جیسے دیو کے دیوں ہو۔ اس نے دو بین ہاتھ سے
چھوڑ کر اٹھین گن سینھال لی۔ اور دو بین گلے میں پڑے تسمے میں جھولتی رہ گئی تھی۔ اب وہ ان کے
ہوئے دو بین کے بغیر بھی دیکھ سکتے تھے۔

بہت آہستہ آہستہ آ رہے ہیں باس۔۔ پارکر نے کہا۔
بہت چالاک ہیں۔۔ کارٹر نے کہا۔ داتیں باتیں سے ٹاپوں کی آوازیں بدستور سنائی دے
رہی ہیں جبکہ ادھر سے کوئی نہیں آ رہا اور جس طرف سے آ رہا ہے اس طرف خاموشی ہے۔۔
باس وہ لوگ۔۔ پارکر کا جلد اٹھوڑا رہ گیا تھا۔ دفعتاً فضا میں ایک دھماکے کو
آواز گونجی ایک تیز چمک ہوئی اور گھوڑے نہنہانے لگے۔ دوسرا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی
ریڈ انڈینوں کا شور فضا کو چیرنے لگا۔

بہت سے مر گئے ہیں باس۔۔ روزی نے جوش خروش سے کہا۔
ہوشیار اور خاموش رہو۔۔ کارٹر نے غرا کر کہا۔

۔ سوری باس ۔۔ روزی نے کہا۔

۔ احمق کی بچی ۔۔ کارٹر بڑبڑایا اور ٹھیک اسی لمحے چند ریڈانڈین گھوڑے سواران کی طرف

آنے لگے۔

جیسے ہی وہ زندہ پر آئے کارٹر نے اسٹین گن کا ٹریگر کھینچ لیا فضا میں ریٹ ٹیٹ کی خوفناک آواز ابھری اور سامنے سے آنے والے ریڈانڈین چیتے چلاتے گھوڑوں سے گرتے چلے گئے۔ پھر تو دھماکوں اور اسٹین گنوں کی آوازیں کان بھاڑنے لگیں ریڈانڈین چیتے چلاتے ادھر آتے اور کھیت بھجاتے۔

۔ وہ بہت زیادہ ہیں باس ۔۔ پارکر چلایا تھا۔

۔ پیرواہ مت کرو وہ بھاگ رہے ہیں ۔۔ کارٹر نے کہا اور اس نے کچھ غلط بھی نہیں کہا تھا۔
ریڈانڈین اب واپس بھاگ رہے تھے ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز دور دوری جا رہی تھی۔
بارودی سرنگوں کے دھماکوں نے ان میں تباہی مچا دی تھی اور وہ اسی سے خوفزدہ ہو کر بھاگے تھے۔ !

۔ ہرے ہرے ۔۔ پارکر جوش میں چلایا تھا۔

۔ احمق خاموش رہو ۔۔ کارٹر غرایا۔ وہ اتنی آسانی سے شکست نہیں مانتے پھر آئیں گے۔
دوبارہ آئیں گے تو پھر مارے جائیں گے۔۔ پارکر نے چلا کر کہا اور پھر وہاں سکوت

چھا گیا۔

ایسا ہی لگتا تھا جیسے کسی میوزک کے پر شور آواز میں بجتے ہوئے ریکارڈ کو روک

دیا گیا ہو۔

دفعتاً کارٹر چونکا اس نے ہوا میں بدبو سی محسوس کی تھی پھر سہت پہلے کہ وہ

کچھ کہتا ایسا ہی لگا جیسے ناک کے راستے حلق اور معدے میں سر چیں بھر گئی ہوں اس نے چنیکے کے لئے منہ کھولا اور پھر اسی طرح کو لوہوں کے بل زمین پر گر پڑا۔ ذہن تاریک ہوتا چلا گیا

تھا۔ !

نئے رومانی معاشرتی اصلاحی ناول

پاکیزہ ۲۰/۶
سنگ دل ۲۱/۶

پاکیزہ جذبات کی داستان، میر و جہاں کی مخصوص تحریریں

البدن
صنم راز داں

۲۱/۶

۲۰/۶

وہی تیز و تند تلخ اور حقیقتوں سے پر جذباتی رومانی کہانیاں، میدان آزار کے سحر انگیز قلم سے، سفید کاغذ آمنٹ کی لکھائی چھپائی حسین گروپوش، آدھی ہی طلب کیجئے

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ساتھ ہی سول سے جا ملا۔ کچھ دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں اللہ روشن تھا۔ ایک درخت کی کٹی بڑ پر ذبح کئے ہوئے جنگلی مرغ پٹیرے تھے وہ گھوڑوں سے آسٹیرے۔

صفا فادر تم لوگ مرغ صاف کرو اور بھوننے کا انتظام کرو۔ عمران نے ان دونوں سے کہا تھا۔

بہتر۔ فادر نے کہا اور نہیں پڑا۔ اس کا قبہہ کافی بلند تھا۔
 کیوں۔؟ عمران نے پوچھا۔ اس میں رہنے کی کیا بات ہے۔؟
 مجھے سلطان آباد یاد آ گیا تھا۔ فادر نے کہا۔
 کیا مطلب ہے۔؟ عمران نے گھوڑے کو ایک درخت کی بڑ سے باندھتے ہوئے

دلا خدر کہتے عمران کے قبہہ ہاں ناول۔ خطرناک جوار کا، سنہری انگلیاں، گمشدہ چہرہ، سرخ دھبے۔

پوچھا ان سب نے اسی درخت کی جڑ سے گھوڑ سے باندھے تھے۔

سلطان آباد کا واقعہ آپ کو یاد نہیں کیا۔؟ خاور نے کہا۔

میری یادداشت گھاس جرنے چلی گئی ہے۔۔ عمران نے کہا۔ لہذا تم اپنی ہی یادداشت

کو آواز دے لو۔۔

وہاں ہم نے بکرا بھونا اور ایکسٹون نے ہماری لاعلمی میں اپنا حصہ نکال لیا۔۔ خاور نے کہا

جو یانے چھٹی تلی اور ایک پلیٹ ایکسٹون لے اڑا۔۔

اور اب۔؟ جو یانے کہا۔۔ خود ایکسٹون نے ہمارے لئے مرغ حلال کتے ہیں۔۔

ایسا چیف شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔۔ چوہان نے کہا۔

وہ درحقیقت ہر لمحہ ہم پر نظر رکھتا ہے۔۔ صدیق نے کہا۔

باس مرغ میں بھون لوں۔؟ جوزف نے عمران سے پوچھا۔

اے اپنی طرح کوئلہ بننے کا ارادہ ہے کیا۔؟

نہیں باں یہ جنگلی مرغ ایک خاص طریقے سے بھونا جاتے تو بہت زیادہ لذیذ ہو جاتے

جوزف نے جلدی سے جواب دیا۔

چل تو ہی بھون لے۔۔

مسٹر صفد مرغ صاف کر کے مجھے دیدو۔۔ جوزف نے الاؤ کی روشنی میں نظر آتے

والے مرغوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

پیٹر و میکس روشن کرو احمقوں۔۔ عمران نے کہا۔

ہم حکم کا انتظار کر رہے تھے جناب عمران صاحب۔۔ خاور نے شوخی سے کہا اور پیٹر و میکس

نکال کر روشن کر دیا۔ چند منٹ بعد وہاں چار پیٹر و میکس روشن ہو چکے تھے ان کی روشنی اتنی

تھی کہ وہ آسانی سے نہ صرف ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے بلکہ اس پاس کا جائزہ بھی لے سکتے تھے۔
 یہ معلوم ہوتا ہے عمران صاحب ایکسٹوپی یہاں سرخ کھا کر آگے بڑھا ہے۔ فادر نے الاؤ کے
 پاس پیراٹھیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

تمہارا کیا مطلب تھا وہ بھوکا ہی چلا جاتا۔؟ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
 ہمارے لئے اس وقت بڑا ذرین موقع ہے۔؟ نعمانی نے کہا۔

کس چیز کا موقع۔؟ صفدر نے پوچھا۔

ایکسٹو کو دیکھنے کا۔؟ نعمانی نے کہا اور جو لیا چونک پڑی۔
 کاش ایسا ہو سکتا۔ جو لیا نے ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے کہا۔
 کیوں۔؟ فادر نے پوچھا۔

ایکسٹو کو اگر ہم دیکھ لیں تو کیا فرق پڑے گا۔؟ صفدر نے کہا۔
 کیوں فرق کیوں نہیں پڑے گا۔؟ فادر نے پوچھا۔
 کیا کاش میں وہ ہمارے سامنے نہیں آیا تھا۔؟ عمران نے کہا۔
 مگر وہ ایکسٹو کا چہرہ نہیں تھا۔؟ نعمانی نے کہا۔
 کسی گٹے کا چہرہ تھا۔؟

بھئی ہیں آپ۔؟ تنویر نے جھلا کر کہا۔ اس وقت وہ میک اپ میں تھا۔
 اودھما مائی ڈیر پروین۔ عمران نے کہا۔ اب وہ میک اپ کے بغیر ہمارے آگے سفر
 کر رہا ہوگا۔

پھر تم نے لیلنا بگاڑا۔؟ تنویر غرا کر بولا۔
 یہ سارا قصور میری یادداشت کا ہے۔ عمران سر پر دو ہتھ مار کر بولا۔

باس کیا میں شروع ہو جاؤں۔؟ جزدف مرغ بھونتے بھونتے اٹھ کر بولا۔
 نہیں تو مرغ بھون ورنہ وہ جل کر عاشق کا دل بن جاتے گا۔۔ عمران نے کہا۔ افسہم سب
 کو جو کا مڑنا پڑے گا۔۔

۔ عمران۔۔ جو یا عمران کے قریب آکر بولی۔
 کیا بات ہے مس ولویا۔۔ عمران نے بظاہر چونک کر کہا۔
 ۔ ہماری منزل کتنی دور ہے۔۔؟
 ۔ شاید دو تین گھنٹے کا سفر اور ہو گا۔؟ کیوں۔؟
 کیا واقعی اس دفعہ ہم اکیٹو کی اصل شکل دیکھ سکتے ہیں۔؟ جو یا نے پوچھا اس کا بوجہ
 مگر گھٹا کر لے والا تھا۔

۔ احتمالہ خیال ہے۔۔ عمران نے منہ بنایا۔
 ۔ نہیں عمران ایسا ممکن ہے۔۔ جو یا نے جوش سے کہا۔
 ۔ وہ کس طرح ہنی۔؟

۔ اگر ہم میں سے کوئی اکیٹو کے تعاقب میں لگ جائے تو ممکن ہو سکتا ہے۔۔ جو یا
 نے جلدی سے کہا۔

۔ مس ولویا ڈرنک ماسٹر۔۔ عمران نے جو یا کے نام کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے کہا۔ وہ بہ وقت

میک اپ میں رہتا ہے۔۔

۔ منہ ہاتھ دھو تے وقت.....؟

۔ پلاسٹک میک اپ ایمونیا کے علاوہ کسی چیز سے خراب نہیں ہوتا۔۔ عمران جو یا کی بات

کاٹ کر بولا۔

۔ عمران اگر تم کوشش کرو اور ساتھ دو تو ہم دونوں ایکٹو کو بے نقاب کر سکتے ہیں۔ جو یوں نے
سکوشی کرتے ہوئے کہا اس کی آواز میں یہاں تھا جوش تھا ایکٹو کو بے نقاب کرنے کی طویل مدت کی
آرزو تھی۔

۔ مم۔۔۔ مجھ سے کیا چاہتی ہو ڈرنک ماسٹر۔؟
۔ یہی کہ کسی طرح سے ایکٹو کا پتہ لگاؤ کہ اس وقت کہاں ہے۔؟ جو یوں نے جوشیلے لہجے میں کہا۔
دھب ہی اب پاس پاس جمع ہو گئے تھے اور لاٹ کی طرف سے مرغ بھلنے کی سوندھی سوندھی خوشبو
آ رہی تھی۔

۔ نہ بابا۔۔۔ عمران کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولا۔ یہ ممکن نہیں ہے۔۔
۔ وہ کیوں۔؟

۔ اس لئے کہ اگر وہ پر وہ نشیں بگڑ گیا تو۔؟ عمران بظاہر سہمے ہوئے لہجے میں بولا۔ میری
نوکری بھی جاتے گی۔۔

۔ یہ تم کہہ رہے ہو عمران۔۔ جو یوں نے حیرت سے کہا۔
۔ ہاں مس وٹو یا۔۔ عمران نے کہا۔ میں اس دیار غیر میں اس کی دشمنی مول نہیں لے سکتا کیا
پتہ وہ مجھے کسی آدم خود کے چنگل میں پھنسا دے۔۔
۔ تمہا ایکٹو کو ایسا سمجھتے ہو۔؟ جو یوں نے غرائی۔
۔ میں اس پر وہ نشیں کو ویسا بھی نہیں سمجھتا۔۔
۔ ہوتہہ۔۔ جو یوں نے گردن کو جھکا دیا اور لاٹ کی طرف چلی گئی۔
۔ یار عمران صاحب۔۔ صدف نے کہا۔ ٹبری پریشانی ہے۔۔
۔ کس بات کی پیار سے دفتر۔۔

یہی کہ ہم اس جنگل میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔
 دارالحکومت میں ہوتے تو وہاں بھی مارے مارے ہی پھرتے۔
 بمیر مطلب یہ تھا کہ کیا اس کام کے لئے دو تین آدمیوں سے کام نہیں چل سکتا تھا۔؟ صدر
 نے پوچھا۔

دوسری ٹیموں میں غالباً ایک دوا آدمی ہیں۔؟
 آدمی تو ان میں زیادہ ہیں۔ صدر نے کہا مگر حیرت ہے کہ وہ جانے کہاں غائب ہو گئے
 ہیں اب تک تو ہمارا ان کا ٹکراؤ ہو جانا چاہیے تھا۔
 ہو جائے گا فکرت کرو۔

ہم آدم خوروں کے علاقے سے کتنی دور ہیں۔؟ خادس نے پوچھا۔

یہ پورا علاقہ آدم خوروں سے بھرا ہوا ہے۔

اور دلہیں اور آدم خور پودے۔؟

وہ بھی انہی اطراف میں موجود ہیں۔

ایک بات اور۔ صدر نے پوچھا۔ وہ ہمارا گائیڈ مونی کہاں گیا۔؟

اسے میں نے ایک کام سے بھیجا ہے آگے وہ ہم سے آئے گا۔

یار مرغ ابھی نہیں بھنے۔؟ دفعتاً چوہان نے پیٹ پر ہاتھ پھرتے ہوئے کہا۔

او شب دیکھو کی اولاد کیا ہو رہا ہے۔ عمران نے ہانک رگائی۔

بس باس تیار ہو رہے ہیں۔ جوزف نے جواباً کہا۔

کتنی دیر ہے ایسا نہ ہو کہ سرکٹروں کی رو میں آ پہنچیں اور تو مرغ ہی سینکنا رہ جائے۔

ہولی فادر۔ جوزف نے سینے پر کلاس کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ خدا کے غضب سے

ڈرو باس۔ اگر سرکٹوں میں سرسراتی رو حیں نکل پڑیں تو ہمیں سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔
 پیرواہ مت کرو ہم سرتار کران کو دیدیں گے۔

۔ بب باس۔ جوزف دفعتاً جوش اور میحان اکیر لہجے میں بولا۔
 کیا بات ہے۔؟

میں بہت دیر سے یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا باس۔ جوزف نے وہیں سے جیخ کر
 جواب دیا۔

اے کیا یاد کر رہا تھا۔؟ عمان غرایا۔
 وہ سرتار تے والی بات باس۔
 کیا۔؟ عمان نے کہا۔ تو سرتار سے گا۔؟
 نو باس۔ جوزف نے کہا۔ اس علاقے میں آدم خود رہتے ہیں۔
 کوئی نئی بات کر جوزف۔

باس دو ایک دن میں چاند پورا ہونے والا ہے۔
 بھیر۔؟ عمان نے کہا۔ تیرے دن تو پورے نہیں ہونے والے۔
 ہولی فلدر۔ جوزف جلدی سے بولا۔ باس تم جانتے ہو نوبل جوزف مگوٹڈا اسی مٹی کا
 کٹیر ہے۔

آگے بول مٹی کے کٹیرے۔
 آدم خور اپنے دیوتا پر پوسے چاند کو قربانی پیش کرتے ہیں۔
 سیاہ فام دیوتا پر۔؟
 ہاں باس اور وہ یہی کرتے ہیں کہ دو آدمیوں کو اغوا کر کے ان کے سر بڑی صفائی سے

کٹ کڑی جگہ چھوڑ جاتے ہیں جہاں سے ان کو اغوا کیا ہوتا ہے اور جسم لے جاتے ہیں۔
تیلر مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سب کے جسم لے جاتیں گے۔ عمران نے کہا۔ اور سروس کو یہاں سجا
جاتیں گے۔؟

سب کو نہیں باس صرف دوسرے چھوڑیں گے۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔ اور انہی دو جسموں
کو وہ لے کر دیوتا کی بھینٹ کر دیں گے۔
اے وہ تجھ جیسے دیوتا کو دیکھ کر کبھی کسی کو اغوا کریں گے۔؟

باس یہ ان کا مذہبی معاملہ ہے۔

بس تو پھر میں تمہا کو ان میں چھوڑ دوں گا۔

نوباس۔۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

کیوں۔ اے تو ان کا دیوتا بن جاتیو۔

باس وہ مجھے بھی کاٹ کر کھا جاتیں گے۔

وہ کیوں۔؟ عمران نے پوچھا۔ اے تو تو ان کے دیوتا سمان ہے نا۔؟

نوباس۔۔ جوزف نے کہا۔ دیوتا دیوتا ہوتا ہے۔

دیوتا کے کیا دم نکلی ہوئی ہوتی ہے۔؟

آپ سمجھے نہیں باس۔۔ جوزف نے جلدی سے کہا پھر بھنا ہوا مرغ لکڑی میں اٹکا کر

ان کی طرف بٹھا دیا۔

اے یہ ہو گیا کیا۔؟

بس باس آپ لوگ ڈنکریں۔

چل پھر نکال چھری چا نیٹر۔

چنانچہ کیا باس۔ جوزف نے کچھ نہ سمجھتے والے لمبے میں پوچھا۔
 جھانپٹر کا بڑا بھائی ہے۔ عمران نے اطمینان سے کہا۔ ہاں تو بتا دیو تلکے بارے میں کیا بک
 بک کر رہا تھا۔؟

باس دیو تلکے پاس لیجک ہوتا ہے۔

اچھا تو پھر۔؟ عمران نے اسے گھورا۔

باس نہ تو میں نہ ہر لمبے کیٹیرے مکوڑے بھگا سکتا ہوں اور نہ ہی ہاتھ کے اشارے سے
 روشنی پیدا کر سکتا ہوں۔

ابے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ عمران نے کہا اور مرغ ادھیڑ نے لگا ان سب نے تھوڑی
 ہی دیر میں پانچوں مرغوں کی تکہ بوٹی کر ڈالی تھی پھر درختوں کے پتوں سے انھوں نے ہاتھ صاف
 کئے اور عمران بولا۔

شب دیچور کے کیٹیرے۔؟

ہیں باس۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

اب کیا میں تیر خون پیوں گا۔

باس پانی موجود ہے۔ جوزف نے کہا اور ایک شیشی اس کی جانب بٹھادی۔

ابے یہ شراب کہاں سے آگئی۔؟

باس یہ پانی ہے یعنی واٹر۔

ٹماٹر۔؟ عمران نے کہا۔ جوزف کے بچے کیوں تیرا دماغ خراب ہوا ہے۔؟

باس یہ واٹر ہے واٹر۔ جوزف تیزی سے بولا۔

اچھا اچھا چنچا کیوں ہے کیا بہل سمجھ رکھا ہے۔ عمران نے بوتل بیکر کارک ہٹایا

اور منہ سے رگالی ابھی اس نے نصف بوتل ہی خالی کی ہوگی کہ چونک پڑا وہ اس طرح ساکت ہو گیا جیسے کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو۔

باس۔ جوزف نے کہنا چاہا۔
 ہشش۔ عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ اب وہ دور بہت دور ہوا کے روش پر تیرتی ہوئی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سن رہا تھا آوازیں بہت ہلکی تھیں اور وہ پوری توجہ رگانی کے بعد ہی انہیں سننے میں کامیاب ہو سکا تھا۔
 باس وہ آرہے ہیں۔ جوزف نے عمران کے کان میں سرگوشی کی۔

میں بھی سن رہا ہوں۔ عمران نے کہا۔

باس جلدی سے سنبھل جاؤ۔

وہ ابھی کتنی دور ہوں گے۔

دس منٹ تو ان کو یہاں پہنچنے میں لگ ہی جائیں گے باس۔ جوزف نے پوری توجہ سے آوازوں کو سنتے ہوئے کہا۔ اگر ہوا ہماری جانب کی نہ ہوتی تو ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا اور وہ ہم پر آ پڑتے۔

تو ہی ہوشیار ہو جا۔ عمران نے کہا۔

میں تو باس اس زمین پر پیر کھتے ہی ہوشیار ہو گیا تھا۔ جوزف نے کہا۔ تم نے دیکھا نہیں

باس میں کتنا پاؤر فل ہو رہا ہوں۔

ہاں دیکھا ہے۔ عمران نے کہا پھر چیخ کر بولا۔ جلدی سے سلمان سمیٹو اور مقابلے کی

تیاری کرو بہر اپ۔

کیا ہوا کیا بات ہے۔ صفر نے چونک کر پوچھا۔

پانچ منٹ بعد دشمن ہمارے سامنے ہو گا۔ عمران نے کہا۔ تیزی سے سامان سمیٹو اور لیمپ بچھا کر درختوں کی آڑ میں ہو جاؤ۔

باس یلٹا دیکھتے۔ جوزف چلایا۔

ٹھیک ہے۔ عمران نے کہا۔ تم لوگ دو۔ دو کی ٹولی میں بٹ کر درختوں کی آڑ لے لو دشمن اس سمت سے آئے گا۔ عمران نے ایک جانب اشارہ کیا تھا۔

کیا وہ وہی لوگ ہیں عمران صاحب جو سیلٹر و نیویو میں نظر آئے تھے۔؟ مندرے نے پوچھا۔ اور عمران جھلا کر بولا۔

وہ انسانی گوشت کے کباب بنانے والوں میں سے ہیں۔

آدم خور۔ خادر کے منہ سے نکلا تھا۔

ہاں آدم خور۔ عمران نے کہا۔ جلدی کرو۔ پھر اس نے اپنے گھوڑے پر جست لگائی

تھی پانچ منٹ کے اندر اندر وہ مورچہ بندی کر چکے تھے اب وہ سب ہی ان آوازوں کو سن سکتے تھے جو ہوا کے دوش پر تیرتی ہوئی ان کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ وہ اس درختوں کی آڑ میں مورچہ بند ہوئے تھے کہ کسی بھی سمت سے ان پر حملہ ہوتا تو وہ آسانی سے اس کا جواب دے سکتے تھے۔!

باس۔ جوزف نے کہا۔ وہ آدم خور ہی لگتے ہیں۔

ابے چیپرہ۔ عمران نے اسے جھٹک دیا اس وقت اس کے پاس جوزف کے علاوہ

اور کوئی نہیں تھا اور اس نے جوزف کو اس لئے جھٹکا تھا کہ ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔

اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

ایکسٹوا سپیکنگ۔ دوسری جانب سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔

ہاں کیا بات ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔
 ، آپ کو گھیرے میں لیا جا رہا ہے جناب۔ ، بلیک زیرو نے بتایا۔
 ، گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں میں بھی سن رہا ہوں۔ ،
 ، وہ آدم خور ہیں جناب۔ ، بلیک زیرو نے کہا۔
 ، ظاہر ہے ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ ، عمران نے کہا۔ مگر کیا تم ان کو دیکھ رہے ہیں؟
 ، جی ہاں ہم ان کے قریب ہیں۔ ،
 ، موتو بھی ساتھ ہے۔ ،
 ، میز بھی مطلب تھا۔ ، بلیک زیرو نے کہا۔ مگر وہ مجھ سے پیچھے ہے اس لئے وہ مجھے کال
 کرتے نہیں دیکھ سکتا۔ ،
 ، ان کی تعداد کتنی ہے۔ ؟
 ، لا تعداد ہیں۔ ، بلیک زیرو نے کہا۔ میں مشعلوں کا ایک سیلاب سا اسی جانب بڑھتے دیکھ
 رہا ہوں جس طرف آپ موجود ہیں۔ ،
 ، بہت مشکل ہو جائے گی۔ ، عمران نے کہا۔ اگر وہ ہم پر آپڑے تو۔ ،
 ، جی ہاں جناب سب سے زیادہ خطرناک ان کے نینرے اور تیر ہیں۔ ،
 ، پھر۔؟ عمران نے کہا۔ کیا کرنا ہے کالے صفر۔ ؟
 ، سوائے مقابلہ کے اور چارہ کیا ہے جناب۔ ، بلیک زیرو کی آواز آئی۔ میں بھی آپ ہی کی
 طرف آ رہا ہوں۔ ،
 ، ہوشیاری سے۔ ، عمران نے کہا۔ تمہارے ماتحت ویسے ہی اس بات کے درپے ہیں کہ
 تمہارا رخ روشن دیکھ لیں۔ ،

وہ بے چارے مجبور ہیں۔ بلیک زیرو نے کہا۔ جب وہ ہر جگہ ایکسٹوکوپالتے ہیں تو یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ ہے کون۔؟

خیر تم ان کے سیلاب کے عقب میں رہتا۔ عمران نے کہا۔ اگر انھوں نے اپنے روائتی انداز میں ہم پر حملہ کیا تو ہم موثر طور پر عقب سے ان پر دباؤ ڈال سکتے ہیں۔

آپ کا مطلب سمجھ گیا جناب۔ بلیک زیرو کی آواز آئی۔

ٹرانسمیٹر آن رہنا چاہیے۔ عمران نے کہا۔ تاکہ رابطہ قائم کرنے میں وقت نہ ضائع ہو اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی ہوگا۔

یس سر۔ بلیک زیرو کا جواب سن کر عمران نے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا مگر اسے آف تھیں کیا تھا اور اگر بلیک زیرو کچھ کہتا تو وہ سن سکتا تھا۔ فضا میں ہوا کے دوش پر تیرتی ہوئی ٹاپوں کی آوازیں لمحے بہ لمحے قریب تر آتی جا رہی تھیں اور وہ دم سادھے چوکنے انتظار کر رہے تھے۔ ان کے دل سینوں میں بری طرح دھڑک رہے تھے۔

ایک انجانا سا خوف تھا جو ان پر چھایا ہوا تھا آدم خوروں کا خوف جن سے زندگی میں شاید پہلی مرتبہ مقابلہ ہونے والا تھا۔ افریقی آدم خوروں کی کہانیاں ان کے ذہن میں گونج رہی تھیں گھوڑوں کی ٹاپیں اب نزدیک سے سنائی دے رہی تھیں۔ بے حد نزدیک سے موت ان کے سروں پر آنی چلی تھی کسی بھی لمحے کوئی دہریلا تیر یا نیزہ ان کو موت سے ہمکنار کر سکتا تھا دفعتاً ایسا ہی لگا جیسے اس سمت سے روشنی کا طوفان امنڈ آیا۔ درختوں کے جھنڈے سے اچانک وہ بلر مدہوئے تھے۔ موت کے ہرکارے۔

مشعلوں کی زرد زرد روشنی میں ان کے لکیر ولسے مزین چہرے بڑے بھیانک لگ رہے تھے۔ وہ طوفانی انداز میں گھوڑوں کو ان کے مورچوں کے گرد گھما رہے تھے۔ دفعتاً درختوں

تیر درختوں کی شاخوں اور پتوں کو کاٹتے ہوئے آئے اور سرسراہٹے ہوئے ان کے سروں سے کچھ اوپر
بیوست ہو گئے۔

ٹھیک اسی لمحے عمران کی اسٹین گن نے پہلا قہقہہ لگایا تھا موت کا قہقہہ۔ کئی چنچیں ابھریں اور پھر وہاں آوازوں کا طوفان آگیا آدم خور حلق پھاڑ پھاڑ کر چنچیں مار رہے تھے اور ان کی بچیوں کے درمیان ان کی اسٹین گنیں رہ رہ کر قہقہے لگا رہی تھیں موت کا طوفان سرگرم تھا۔

اسلمہ پکڑو۔ یہ کرنل نے تیزی سے سامان کی طرف جھپٹتے ہوئے کہا اور وہ سب دوڑ پڑے۔ سب سے پہلے کرنل نے اپنے سامان کے پاس ہی پڑا ہوا ریوا لود اٹھایا تھا پھر اس نے بڑی تیزی سے قریب آ جانے والے جنگلی کے سینے کا نشانہ لیکر فائر کر دیا۔ ڈز کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ جنگلی ایک چیخ مار کر فضا میں اچھلا تھا پھر اودھ سے منہ زمین پر گر پڑا۔ اتنے وقفے میں اس کے ساتھی اسٹین گنیں سنبھال چکے تھے۔ انھوں نے سامنے سے دوڑ کر آنے والے جنگلیوں پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی تھی۔

وہ دوڑتے ہوئے آتے اودھانہ میں پکڑا ہوا نیزہ چھینکنے سے پہلے یا کمان میں تباہوا تیر چلانے سے قبل ہی ان کے جسم چھلنی ہو جاتے اور دوسری چیخ مارنے سے قبل ہی زندگی کی مدد عبور کر جاتے۔ دشتادہ دوسری رک گتے نہ صرف رک گتے بلکہ انھوں نے بھاگنا بھی شروع کر دیا تھا وہ واپس جھوٹے کی طرف دوڑ رہے تھے۔

بھاگ لے۔۔ سار جنٹ لے ہلکا سا قبضہ لگا کر کہا۔

وہ ابھی پھر واپس آئیں گے۔۔ کرنل غرایا تھا۔

دوبارہ آئیں گے تو پھر مارے جائیں گے۔۔ لیفٹیننٹ نے خوشدلی سے کہا۔

سلطان اٹھا اور دوڑو۔ کرنل نے اپنا کٹ کمر پر لادے ہوئے کہا پھر ان لوگوں نے بڑی

تیزی سے سلطان اٹھایا تھا اور بستی کے مخالف سمت دوڑ پڑے تھے لیکن ابھی وہ کچھ ہی دور گئے تھے

کہ گھوڑوں کے دوڑنے کی آوازیں سن کر چونک پڑے۔ بہت سے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی

دے رہی تھیں۔

وہ کمبخت پھر آہنچے۔۔ سار جنٹ نے کہا۔

کوئی محفوظ جگہ تلاش کرو۔۔ لیفٹیننٹ نے چلا کر کہا۔

اندھیرے میں کیا نظر آئے گا کرنل سر۔؟ کسی نے چیخ کر کہا تھا۔

پھر درختوں پر چڑھ جاؤ۔۔ کرنل غرایا مگر پھر سے اپنے احمقانہ حکم پر ہنسی آگئی اتنے سامان کے ساتھ وہ لوگ کس طرح سے درختوں پر چڑھ سکتے تھے۔ گھوڑوں پر سوار آدم خور جنگلی اب ان کے قریب آچکے تھے۔

درختوں کی ٹھروں پر لیٹ جاؤ۔۔ کرنل غرایا تھا مگر اب اس کی کون سنتا۔؟ جنگلیوں کی

جسم پر لرزہ طاری کر دینے والی آوازیں ان کے سروں پر آہنچی تھیں پھر تیر سنسنائے لگے اور کرنل نے اٹھیں گن کا دہانہ کھول دیا۔

پہلے ہی ہلے میں اس نے بہت سے جنگلیوں کو گرتے دیکھا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں جلتی ہوئی مشعلیں تھیں اس لئے وہ آسانی سے نشانہ بن رہے تھے۔ دفعتاً کرنل نے اپنے ایک ساتھی کی چیخ سنی پھر دوسرے کی چیخ سنائی دی مگر اس کے پاس اتنا وقت کہاں تھا کہ وہ کچھ سوچ لایا مچنے

والوں کی مدد کرتا۔

وہ خود محصور ہو چکا تھا۔ آؤنڈ اسٹین گن میں ختم ہو گئے تھے اور اب وہ اسے لڑنے کی طرح گھماتا ہوا نبراتا تھا جبکہ جنگلی کھالیاں چل رہی تھیں اس نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ وہ اس طرح زیادہ دیر تک ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے لیکن اس کے علاوہ اور صورت ہی کیا تھی ان کو اتنی مہلت نہیں مل رہی تھی کہ وہ اسٹین گنیں دوبارہ لوڈ کر سکتے۔ دفعتاً کرنل کو ایک ترکیب سوچ گئی اس نے بڑے زور کی چیخ ماری اور گر پڑا۔

وہ ایک درخت کی جڑ کے پاس اس طرح گرا تھا کہ دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ رہ سکتا اس نے بڑی تیزی سے اسٹین گن کا خالی میگیزین الگ کر کے ہٹا دیا اور اچانک اٹھ کر بیٹھ گیا اور درخت کی جڑ سے کمر لگا کر دوبارہ فائرنگ شروع کر دی بے در پے نہتی جنگلی گرے تھے۔

ایک کے گرتے ہی دو چار اور اس گرنے والے گھوڑے سے ٹکرا کر زمین بوس ہو جاتے تھے۔ فضا میں اب کئی اسٹین گنیں گنگنا رہی تھیں۔

دفعتاً کرنل کو ایسا لگا جیسے کوئی اس کے قریب آ پہنچا ہو اس نے گن کا رخ پھیرنا ہی چاہا تھا کہ چونک پڑا۔

”یہ میں ہوں کرنل۔“ لیفٹیننٹ نے تیزی سے کہا تھا۔

”دوسرے کہاں ہیں؟“

”ذو کو میں نے خود مرتے دیکھا ہے کرنل۔ اور ایک کو انھوں نے پکڑ لیا تھا۔“ لیفٹیننٹ

نے اس کے برابر آتے ہوئے کہا۔

فائر کرو۔ کرنل غرایا۔

۔ گن جام ہو گئی ہے کرنل۔۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔

۔ اوہ اسے بھی ابھی جام ہونا تھا۔۔ کرنل نے غرا کر کہا۔ کسی اور کی گن پکڑ لاتے۔۔
۔ موت کے اس طوفان میں کسی چیز کو تلاش کرنا مشکل ہے کرنل۔۔ لیفٹیننٹ نے
کراہ کر کہا۔

۔ زخمی ہو کیا۔؟

۔ ہاں گھوڑے کی لات کو لہوں پر لگی تھی۔۔

۔ ہڈی تو نہیں ٹوٹی۔؟ کرنل نے تیزی سے پوچھا۔

۔ نہیں مگر ہم اب زیادہ دیر ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے کرنل۔۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔

بہتر ہے کہ کسی جانب نکل چلیں۔۔

۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ کرنل نے کہا۔

۔ ہمیں اس طرف کا رخ کرنا چاہیے۔۔ لیفٹیننٹ نے ایک جانب اشارہ کیا۔

۔ نہیں اس طرف ہم محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔۔

۔ پھر کس طرف چلنا ہے۔؟

۔ ان کا بستی کی جانب بڑھو۔۔

۔ کیا مطلب۔؟ لیفٹیننٹ نے کہا۔ کیا خود موت کے منہ میں چلے جاتیں۔۔

۔ احمق آگے بڑھ کر ہم دوسری طرف چلیں گے۔ کرنل غرایا۔ اس وقت اس بستی کے

علاوہ کسی جانب رخ کرنا موت کو دعوت دینا ہوگا۔۔

۔ پتہ نہیں یہ ہیں کتنے۔؟ لیفٹیننٹ بڑبڑایا۔

۔ سنیکٹروں ہیں چلو۔۔ کرنل نے کہا اور وہ درختوں کی آڑ میں چوپایوں کی طرح چلنے لگے

وہ گھوڑوں سے بچتے ہوئے انہی کی بستی کی طرف چل رہے تھے۔ اس طرف گھوڑ سواروں کا خطرہ کم تھا۔

وہ بستی سے مخالف سمتوں میں گھبراڈالے ہوئے تھے۔ وہ ان کے حصار سے نکلتے ہی تیزی سے چلنے لگے۔ ییفینٹ لنگر اٹھا رہا تھا پھر وہ ان کی بستی سے اتنے قریب ہو گئے کہ وہاں جلتی ہوئی مشعلوں کی روشنی میں چلتے پھرتے افراد صاف نظر آرہے تھے۔
 ”آؤ اب کسی درخت پر چڑھ جائیں۔ کرنل نے کہا۔
 کیا۔؟ کرنل سر یہاں رکنا حماقت ہوگا۔

یہاں سے آگے بڑھنا موت کو دعوت دینے کے برابر ہوگا ییفینٹ۔ کرنل نے کہا۔
 اس وقت اس سے زیادہ محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ہے۔
 مگر۔۔ ییفینٹ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

وہ ہماری تلاش میں دور دور تک جائیں گے اور درختوں کو بھی کھنگالیں گے مگر ان کے سان و گمان میں یہ بھی نہیں ہوگا کہ ہم ان کی بستی کے قریب ہی ان درختوں پر موجود ہیں۔
 ”اوہ۔۔ ییفینٹ کے منہ سے نکلا۔ بات سمجھ میں آگئی تھی وہ ایک ٹبر سے اور گھنے درخت پر چڑھتے چلے گئے۔ ییفینٹ کو کرنل نے سہارا دیا تھا اور وہ ایک سے دوسری شاخ پر چڑھتے ہوئے اتنے اوپر پہنچ گئے کہ کسی کو نظر نہ آسکیں درخت کے تیوں اور شاخوں نے ان کو چھپا لیا تھا۔
 اتنی بلندی سے وہ بستی کو آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ فائبرنگ کی آوازیں کافی دیر سے سنائی دے رہی تھیں البتہ جنگیوں کا شور اب بھی فضا میں موجود تھا۔ کچھ دیر بعد انھوں نے گھوڑوں کی ٹاپیں سنیں وہ اسی جانب آرہے تھے۔

پھر وہ اسی درخت کے نیچے سے گزرنے لگے جس پر وہ چھپے ہوئے تھے۔ انھوں

نے چار گھوڑے ایسے دیکھے جن پر ان کے ساتھی اوندھے پیرے ہوتے تھے۔ پتہ نہیں وہ مر گئے تھے
بلکہ انہوں کی شدت نے ان کو ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیا تھا۔

اب ہم صرف دور دگتے ہیں کرنل۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔

ہاں۔ کرنل نے منہم لہجے میں سر ہلایا۔ یورگف اس نیلے شعلے کا شکار ہو گیا تھا اور

رونالڈ کبیرتہ نہیں کیا حشر ہوا۔

ہمیں ان چاروں کے لئے کچھ کرنا چاہیے کرنل سر۔ لیفٹیننٹ نے اپنے ساتھیوں کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جن کو اب جھونپڑیوں کے پاس لے جا کر زمین پر بڑی بے دردی
سے گرا دیا گیا تھا۔

پھر وہ گھوڑوں سے اتر کر ان کے گرد کھڑے ہو گئے چارمنٹ بعد جب وہ وہاں سے

ہٹے تو انہوں نے اپنے چاروں ساتھیوں کو ایک دوسرے کی کمر سے کمر لگاتے بیٹھے دیکھا۔

وہ۔ وہ زندہ ہیں کرنل سر۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔

کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کرنل نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ تم ان کی گردنیں دیکھو مردوں

کی طرح ایک جانب ڈھلکی ہوئی ہیں۔

وہ بیہوش بھی ہو سکتے ہیں سر۔ لیفٹیننٹ نے کہا پھر بستی کا جائزہ لینے کے بعد بولا۔

ہم اس وقت ان کو چھڑا سکتے ہیں۔

پاگل ہوتے ہو۔ کرنل نے کہا۔

اس وقت وہ لوگ جھونپڑیوں میں جا چکے ہیں کرنل۔ لیفٹیننٹ نے کہا۔ بہت اچھا

موقع ہے ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔

انہوں نے ہمارے ساتھیوں کو اس طرح صرف اسی لئے چھوڑا ہے کہ ہم میدان خالی

پاکران کو چپڑالے جائیں اور پھینس جائیں۔۔

کیا مطلب کرنل سر۔؟

اس وقت سینکڑوں آنکھیں ہمارے چاروں ساتھیوں کی نگرانی کر رہی ہوں گی۔۔

پھر کیا کیا جائے۔؟

صبح کا انتظار۔۔ کرنل نے کہا۔ اور صبح زیادہ دیر نہیں ہے۔

ہاں کرنل صبح کا انتظار کرنا ہی پڑے گا۔ لیفٹیننٹ نے کہا اور وہ اپنی جگہ ساکت

بیٹھ گئے۔

انتظار کے لمحے طویل اور کتا دینے والے ہوتے ہیں اور وہ اس اذیت سے دوچار تھے اگر
اوم خود جنگلی قبائل کا خوف نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی درخت پر نہ بیٹھتے۔

کرنل سر۔

لیفٹیننٹ نے کرنل کو مخاطب کیا۔

ہاں کیا بات ہے۔؟

کرنل نے پوچھا۔

کیا ہم واقعی وہی سیکرٹ ایجنٹ ہیں جن سے بہت سی حکومتیں ڈرتی اور خوف کھاتی ہیں۔؟

لیفٹیننٹ نے پوچھا۔

یہ جنگل ہے۔۔ لیفٹیننٹ۔۔ کرنل نے کہا۔ اور جنگل صبر سکھاتا ہے۔۔

مگر ہم کب تک اپنے ساتھیوں کو اس اذیت سے دوچار ہوتا دیکھتے رہیں گے۔۔؟

لیفٹیننٹ نے پوچھا۔

جب تک ان کو ہمارے کی کوئی سبیل نہیں نکل آتی۔۔

مگر میں مزید صبر نہیں کر سکتا کرنل۔ یہ ٹینٹ لے کہا۔ ہو سکتا ہے ان چاروں میں کوئی بہت زیادہ زخمی ہو اور طبی امداد نہ ملنے پر وہ جاں بحق ہو جائے۔
 مجبوری ہے صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ کرنل نے کہا۔ البتہ اگر تم کو اپنی زندگی پیاری نہیں ہے تو بیشک ان کی مدد کو چلے جاؤ۔
 مگر ہم دن کی روشنی میں بھی ان کی کیا مدد کر سکیں گے۔
 لیٹیننٹ نے پوچھا۔

یہ دن میں دیکھیں گے۔ کرنل نے کہا۔ ان اطراف میں تین یا چار ایسی آدم خوروں کی بستیاں ہیں ممکن ہے وہ کسی یا کچھ ایسی لڑکیوں سے کسی کے جنگل میں پھنس چکے ہوں۔

مگر ان کے پھنسے سے ہمیں کیا ملے گا کرنل۔
 اگر وہ پھنس جائیں تو ہمارے لئے راستہ صاف ہو جائے گا۔ کرنل نے کہا۔ اور ہم کسی خونریز معرکے کے بغیر ہی وہ چیز حاصل کر لیں گے۔
 کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ ایشیائی جن کے طیارے سے وہ چیز گراتی گئی تھی اب تک اس تک نہیں پہنچے ہوں گے۔
 لیٹیننٹ نے پوچھا۔

وہ چیز دلہی علاقے میں گراتی گئی ہے۔ کرنل نے کہا۔ اور جیسا کہ طیارے کے پائلٹ کا پیغام ہمارے ہاں ریکارڈ ہوا ہے اس کے مطابق آدم خوروں کی ان بستیوں سے گزرنے کے بعد جو دلہی علاقہ شروع ہوتا ہے وہ چیز وہیں پر موجود ہے۔

”وہ ہے کیا چیز کرنل۔“

لیفٹیننٹ نے پوچھا۔

”میں خود اس سے بے خبر ہوں۔“

کرنل نے جواب دیا۔

”مجھے اس پر حیرت ہے۔“ لیفٹیننٹ نے کہا۔ جب ہمیں اس کی ماہیت ہی کا علم نہیں ہے تو ہم اسے تلاش کیسے کر لیں گے؟

”صرف آنا بتایا گیا ہے کہ وہ وارٹر اور ایئر ٹاٹ پیکنگ میں کسی قسم کی مشین ہے جسے ہمیں تلاش کر کے حاصل کرنا اور اپنے راز ٹی سفار تھانے پہنچانا ہے۔“

”کیا ایشیائی آسانی سے ہمیں وہ حاصل کرنے دیں گے؟“

”حاصل کرنا بہت بڑی بات ہے لیفٹیننٹ۔“ کرنل نے کہا۔ ابھی تک اس علاقے تک پہنچنا ہی ناممکن لگ رہا ہے جہاں وہ چیز موجود ہے۔

”کاش ہمیں علم ہوتا کہ ہمارا سابقہ اس قسم کے جنگیوں سے پڑے گا۔“ لیفٹیننٹ

نے حیرت سے کہا۔

”روانگی سے پہلے ان خطرات کے بارے میں بتا دیا گیا تھا۔“

”ہاں مجھے یاد ہے کرنل۔“ لیفٹیننٹ نے کہا۔ مگر اس کا اندازہ نہیں تھا کہ ایسی نازک

صوت حال کا سامنا کرنا پڑے گا۔“

”اگر ہمیں یہاں سے بحفاظت آگے بڑھنے کا موقع مل جائے تو محنت ہار آور

ثابت ہو سکتی ہے۔“

کرنل نے کہا۔

کیا آپ لقیہ سائیموں کو یہاں پر ہی چھوڑ دینا چاہتے ہیں کرنل سر۔ لیفٹیننٹ

نے پوچھا۔

اگر آگے بڑھنے کا موقع مل جائے تو میں ان لوگوں کی قربانی دے سکتا ہوں۔ کرنل

نے کہا اور لیفٹیننٹ کا چہرہ انگارہ بن گیا۔ اس کی آنکھوں میں نفرت اٹھ آئی تھی۔

پروفیسر ایلموکر نے
لقیہ سائیم کی بے بسی
مخبر بناد۔ طبع

سینہ الملوک بانی

ان لوگوں کی آنکھ کھلی تو ایسا ہی دکھا جیسے سارا بدن شل ہو گیا ہو۔ ذہن پر غنودگی طاری
تھی اور آنکھیں کھولنی بھی شکل لگ رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی جھولے میں بیٹھے ہوں اور
جھولا بڑی تیزی سے گردش کر رہا ہو۔
آہستہ آہستہ چکروں میں کمی ہوتی چلی گئی اور پھر ذہن صاف ہو گیا۔ اب وہ ماحول کو سمجھ
سکتے تھے۔

وہ اپنے ارد گرد جلتی ہوتی شعلوں کو دیکھ سکتے تھے جو بڑے بڑے اور کالے بھنگ
ہاتھوں میں دبی ہوئی تھیں۔ وہ تابنے جیسی رنگت اور بڑے بڑے بھیاںک چہروں والے لوگ تھے
ان کے ماتھے پر سفید رنگ سے لکیریں ڈالی ہوئی تھیں کانوں اور ناک میں بڑی بڑی ٹہیاں پہنی
ہوئی تھیں۔ اور گلے میں کھوپڑیوں کی مالا تھی۔

انسانی کھوپڑیوں کی مالا۔ یہ تعداد میں دس تھے ان کے درمیان دوزیادہ نمایاں

افراد تھے۔

ان میں سے ایک کے جسم پر کالا چنہ تھا جبکہ دوسرے کے سر پر جنگلی طوطوں کے بڑے بڑے پروں سے بنا ہوا تاج تھا۔

بقیہ آٹھ ادب سے ان دونوں کے ارد گرد کھڑے تھے۔ ان دسوں کے بعد لاتعداد جنگلی تھے اور ان سب کے چہرے مختلف رنگ کی لکیروں سے آراستہ تھے آنکھیں بڑی بڑی اور گول گول تھیں جن میں بڑی خوفناک چمک نظر آرہی تھی۔

وہ سب قطاروں میں لمبے لمبے نیزے لے لے خاموش کھڑے تھے۔ وہ خود بھی کھڑے ہوئے تھے یہ اوجہ بات ہے کہ ان کے ہاتھ لکڑی کے موٹے موٹے ستونوں سے سر کے اوپر کر کے بندھے ہوئے تھے۔

کارٹرنے گردن گھما گھما کر دیکھا۔

اس کے بقیہ چھ ساتھی بھی وہیں پر بندھے ہوئے تھے البتہ ان چھ میں سے ایک شاید زیادہ زخمی تھا کیونکہ وہ ان کی طرح بندھا ہوا نہیں تھا بلکہ وہ زمین پر ٹانگیں پھیلا کر بیٹھا ہوا تھا روزی کارٹر کے قریب ہی بندھی ہوئی تھیں اور اس پر غشی سی طاری تھی دفعتاً پروں کے تاج والا اس کی طرف مخاطب ہوا۔

گوری چٹری والے سورہم تمہاری جان چھوڑ سکتے ہیں۔ وہ کارٹر کے سینے پر نیزہ رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ زبان انگریزی تھی اس لئے کارٹر اس کا مفہوم فوراً ہی سمجھ گیا تھا۔

اگر چھوڑنا تھا تو پکڑا کیوں تھا۔؟ کارٹرنے پوچھا۔ وہ اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

ہمیں معلوم نہیں تھا کہ تمہارے ساتھ یہ بھی ہے۔ اس نے روزی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کیا کہنا چاہتے ہو۔؟ کارٹر کسی خیال کے تحت بولا۔
کیا تم اس کے رشتہ دار ہو۔؟ پیروں والے نے پوچھا۔
ہاں ایسا ہی سمجھ لو۔۔

کارٹر نے سر جلا دیا اس کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا اور وہ کچھ کچھ ان کا مقصد سمجھتا جا رہا تھا۔

تم دونوں کی جان ایک شرط پر بچ سکتی ہے۔ پیروں کے تاج والے نے کہا۔

وہ کیسے۔؟

میں ہونگا ہوں۔ اس نے اپنا نام بتایا۔ اور یہ مارو گا۔ اس نے سیاہ چٹولے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

میں کارٹر ہوں اور یہ روزی۔

کارٹر نے کہا۔

ہاں کارٹر تم اس روزی کو مارو گا کو دے دو۔

ہونگا نے کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟ کارٹر نے جلدی سے کہا۔

نہیں ہوگا تو مارو گا اسے زبردستی لے جائے گا پھر تم سب مار ڈالے جاؤ گے۔ ہونگا

نے کہا۔ اور روزی بھی۔

، ذرا کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔۔

کارٹر نے کہا۔

، ہمارا پیشوا مار دگا روزی کو اپنا بیوی بنانا چاہتا ہے۔۔ ہونگالے کہا۔ اگر تم راضی

ہو تو مار دگا تم دونوں کو زندہ رکھے گا۔

، وہ نہ کیا ہوگا۔؟

کارٹر نے پوچھا۔

، مددگار بدستی روزی کو بیوی بناتے گا پھر چاند پورا ہونے پر قربان کر دے گا اور

تم لوگ ابھی ختم ہو جاتے گا۔

، ایک بات تباہ سردار۔

کارٹر نے کہا۔

، کیا پوچھنا ہے پوچھو۔

، کیا ہمارے علاوہ تم کو اور کوئی نہیں ملا۔؟

، کوئی اور کون۔؟ مار دگالے پوچھا۔

، ہماری طرح اور بھی ادھر آیا ہے۔ بہت سے لوگ۔ کارٹر نے بتایا۔

، نہیں وہ کاناہاری کی طرف گیا ہوگا۔ ادھر تم ہی لوگ آیا ہے۔

، ہماری تم سے دشمنی نہیں ہے سردار ہمیں جانے دو۔

، جانے دو۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا اور اس کے ساتھ اس کے ساتھیوں نے بھی قہقہے

لگاتے تھے۔

، ہونگاتم سب کا دعوت کیا۔ ماروں گانے ٹھہر ٹھہر کر ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا۔

اور بھگوان سہر۔ کارٹرنے بتاتی ہوتی سمت دیکھا جس جگہ وہ بندھے ہوئے تھے اس سے دس بارہ گز کے فاصلے پر بڑے بڑے کڑھاد۔ جیسے برتن آگ پر رکھے ہوئے تھے اور ان میں سے بھاپ نکل رہی تھی وہ کچھ نہیں سمجھ سکا۔

ٹھیک ہے۔ ہونگالے کاٹرسے کہا۔

یہ کیا چاہتا ہے۔؟ دفعتاً روزی نے پوچھا۔ وہ ابجا ابی ہوش میں آئی تھی اور شاید ان کی گفتگو سے آگاہ نہیں ہوتی تھی۔

یہ تمہیں مانگ رہا ہے۔؟ کارٹرنے کہا اور بتک کی ساری گفتگو دوبارہی نہیں نہیں۔ وہ ہندیانی انداز میں چلاتی ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

ہاں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کارٹرنے دوبارہ یا مگر دل ہی دل میں ہنس رہا تھا اسے اپنے چیف کے جلے یاد آ رہے تھے اس نے کہا تھا اگر کسی موقع پر آدم خوروں میں پھنس جاؤ تو روزی کو پیش کر کے چھکار پالنے کی کوشش کرنا کیونکہ وہ لوگ گوری چٹری کی عورت کو بیوی بنانا فخر سمجھتے ہیں۔

کیا تم انکار کرتے ہو۔؟ ہونگالے پوچھا۔

میں الگ سے تم لوگوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کارٹرنے کہا اور ہونگالے اشارے پر دو افراد نے اس کے ہاتھوں کو کھول دیا اور اسے لیکر ایک جھونپڑے میں پہنچ گئے یہاں اسے بیٹھنے کے لئے کہا گیا تھا۔

اگر میں تم کو روزی دیدوں تو مجھے کیا ملے گا۔؟ کارٹرنے ہونگالے کو گھورتے

ہوئے پوچھا۔

جان پکے جاتے گی۔ ہونگالے کہا۔

میری بھی شرط ہے۔ ”کارٹرنے کہا۔

”ہم کوئی شرط نہیں مانے گا تم ہمارا قیدی ہے اور.....“

”تم ٹھیک کہتا ہے سردار۔“ کارٹرنے کہا۔ مگر میری شرط ایسی ہے کہ تم آسانی سے پوری کر دو گے۔

کیا ہے بولو۔؟ مارو گانے پوچھا۔

تمہاری بستیوں سے آگے دلدلی علاقے میں ہماری ایک چیز جہاز سے گر پڑی ہے مجھے وہ حاصل

کرنے میں مدد دو اور اس کے ملنے پر یہاں سے جانے دو۔“

وہ کیا چیز ہے۔؟

مشین ہے مشین۔“ کارٹرنے سمجھانا چاہا۔

مشین۔ ہونگائے دوہرایا اور پھر کسی اجنبی زبان میں ماروگا سے بات کرنے لگا وہ

بے چینی سے ان دونوں کی شکلیں دیکھ رہا تھا سوچ رہا تھا کہ اگر اس وقت اس کے پاس دیو اور

ہوتا تو وہ ان دونوں کویر غال بنا کر سب کو رہائی دلا سکتا تھا۔

ماروگا کہتا ہے صرف تم اکیلا واپس جاتے گا اور وہ مشین بھی۔“

اور میرے ساتھ۔؟ کارٹرنے دوہرایا۔

کوئی نہیں جائیگا۔“ ہونگائے کہا۔ انہیں بتی والوں نے پکڑا ہے وہی مالک ہیں۔“

سردار کچھ نہیں کر سکتا۔“

تم روزی کو رکھ لو۔“ کارٹرنے کہا۔ مگر میرے دوسرے ساتھیوں کا کیا کر دے۔؟

ان کو میرے ساتھ جانے دو۔“

جانے دو۔ کر دے۔“ ماروگائے دوہرایا پھر ہونگا سے اسی اجنبی زبان میں

کچھ کہا اور کلا۔ ٹر سے بولا۔

چلوادھر باہر۔ کارڈٹران کے ساتھ باہر آیا۔ باہر آتے ہی اس نے وہاں کھڑے لوگوں سے کچھ کہا اور وہ اچھلنے کودنے لگے۔

وہ شاید کچھ گابھار رہے تھے۔ کارڈٹر کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا دفعتاً انھوں نے زمین پر بیٹھے ہوئے اس کے ایک ساتھی کو اٹھایا اور لے جا کر بھاپ اگلتے ہوئے برتن میں ڈال دیا۔ اس کے ساتھی کی دلدوز چنچ کارڈٹر کے سینے میں شگاف ڈال گئی تھی۔

”ختم شد۔“

ایس قریشی کے عمران سیریز

نئے ناولز شائع ہو گئے ہیں

موت کا سایہ

مصنف :- ایس قریشی۔

شعلے کا شکار

مصنف :- ایس قریشی۔

ایک سو کاہن کا مہم

مصنف :- ایس قریشی۔

نیلا شعلہ

مصنف :- ایس قریشی۔

ایسے فرشتے کی عمران سیریز

بہت جلد شائع ہو رہے ہیں

سنگ کی واپسی

خاص نمبر

لوزاٹا

خاصیتیں

لی تعریبی

فاصلہ

گولڈن گن

خاص نمبر

عمر الخ کے لکیشن اور قہقہوں سے کمر پور شاہکار

ناولے

آمنٹ کی کھائی چھپائی آٹھ رنگوں کے سرورق، آج ہی طلب فرمائیے

[illegible]

ایوٹ اکیڈمی

یہاقت آباد کراچی میں ۱۹۱۰ء

ایس قریشی کی سیکرٹ سروس

کا عظیم الشان خاص نمبر

پرمود کی موت

مصنف
ایس قریشی

• کیپٹن پرمود غداری کے جرم میں رنگے ہاتھوں پکڑا گیا اور بلگار نوی حکومت نے اسے موت کی سزا سنائی۔
• قانونی تقاضوں کو پورا کر نیکی لے لے بلگار نیہ کے جواں سال دلیر سیکرٹ ایجنٹ کیپٹن پرمود کو فائبرگ سکوٹ کے سامنے کھڑا کر کے گولیوں سے اڑا دیا گیا۔

• بلگار نوی وزیر عظم ادبیری طاقتوں کے سفیروں اور دیگر ممبروں غیر ملکی اکیٹیوں کے سامنے پرمود کی لاش کو ایک تابوت میں بند کر کے دفن کر دیا گیا۔

• کیپٹن شانہ، پرمود کی محبت۔ اکی نکیترا در کی روح نے انتقام لینے کی قسم کھائی تو اسے آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کر دیا گیا۔

• کیا کیپٹن پرمود کے قتل میں ریڈ گلف یا کسی اور سپر باور کا دباؤ شامل تھا؟ کیا واقعی پرمود نے غداری کی تھی؟
• ادھر پھر... دنیا کی بری طاقتوں میں کھلبلی مچ گئی وہاں قتل خون کا بازار گرم ہو گیا اہم راز چوری ہونے لگے یوزیم سے لے ہوئے بحری جہاز غائب ہو گئے، اٹمی ذخیروں سے خطرناک میزائل اٹیم وہائیڈروجن بم اور بیشمار تباہ کن ہتھیار غائب ہو گئے۔

• پوری دنیا لرزہ برپا نہام تھی۔ ہر طرف ایک ہی نام گونج رہا تھا یوزیکا... یوزیکا... آپ کے محبوب مصنف ایس قریشی کا صدا بہار قلم ایک نئی ہنگامہ خیز کہانی پیش کر رہا ہے۔ یاد رکھتے برسوں آپ اس ناول کو نہ بھلا سکیں گے۔

ایجنٹ صاحبان آج ہی آرڈر سے مطلع فرما دیں



ڈاکٹر حامد حسن، ممتاز علی کیانی، عقیل قریشی
محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین
ساگر زمان، ناصر محمود بلوچ

